کر کے قناعت کو اختیار کرنا سادہ طرزِ رہن سہن کو اپنانا بہت ساری دیگر قباحتوں سے بچا تا ہے۔ ریا کاری نمود و نمائش، حب جاہ، حسد، تکبر، فیشن پرستی، غیر قوموں کی نقالی، اسراف لذات پرستی اور وہن کی بیماری ایسی ہی بڑی قباحتیں ہیں کہ جن سے بچنا اول الذکر (غربت) کو اختیار کر لینے سے زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ جبکہ مؤخر الذکر یعنی امارت (جو کہ ایک آزمائش ہے) کے ہوتے ہوئے ان تمام قباحتوں سے بچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے اہل بیت نے غربت کا راستہ اختیار فرمایا جبکہ وہ ایمان کے اعلیٰ درجوں پر فائز تھے۔

ہم کمزور ایمان کے ساتھ امارت کی آزمائش اختیار کرنا چاہتے ہیں جس میں کمزور ایمان کے مٹ جانے کا اندیشہ بھی زیادہ ہے۔ بہت سی باصلاحیت خواتین یہ دعویٰ بھی کرتی ہیں کہ وہ ملازمت اور گھر دونوں ہی اچھے طریقے سے سنبھال رہی ہیں۔ ضرور ایسا کر رہی ہوں گی اللہ نے انھیں ایسی صلاحیتیں ضرور عطا کی ہیں کہ وہ بیک وقت معاش کی ذمہ داری اور بچوں کی تربیت کا کام بھی بخوبی ادا کر رہی ہوں گی، لیکن صلاحیتوں کے بارے میں بھی بہر حال ان سے سوال کیا جائے گا کہ ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کو کن مقاصد کے لیے کھپایا؟ آیا حصولِ دنیا کے لیے یا دین و ایمان کی حفاظت کے لیے؟ جبکہ ایمان کی لازمی شرط ہی اتباع رسول ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ ''کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا میلان، اس کی خواہش نفس، میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک فلاحی ریاست کی عدم موجودگی میں خواتین کے معاشی مسائل بے حد بڑھ چکے ہیں، بے سہارا بیوگان اور یتامیٰ کے علاوہ ایسی خواتین کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے جو وارثان کے ہوتے ہوئے بھی وارثوں سے بدتر زندگی گزار رہی ہیں۔ مردوں میں نشہ، شراب اور جوئے جیسی خبیث عادات نے شریف بیویوں اور پاکباز بیٹیوں کو بھی گھر سے نکل کر مختلف ملازمتوں کی مشقت اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ ایسے حالات میں ظاہر ہے کہ خواتین کے لیے سب سے پہلا سوال ان کی بقا اور ضروریاتِ زندگی سے متعلق ہے۔

شریعت اسلامی ایسی خواتین کو حصولِ روزگار کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت صرف اس صورت میں دیتی ہے کہ وہ پردے وحجاب کی حدود کو قائم رکھیں لیکن اس اجازت کا فائدہ زیادہ تر وہ عورتیں اٹھا رہی ہیں جنھوں نے تعیّشات کو ضروریات کا نام دے لیا ہے اور اعلیٰ معیارِ زندگی کے حصول کو اپنے حقوق قرار دے لیا ہے۔ ایسی خواتین پردے وحجاب کو اپنی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتی ہیں اور اگر حجاب اختیار کرتی ہوں تب بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی شریعت انھیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی ہے کہ وہ تعیّشات و آسائشاتِ زندگی کے حصول کی دوڑ دھوپ میں اپنے آپ کو کھپائیں۔

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا صبر وقناعت ہمارے لیے مشعل راہ ہے اگر ہم اُن کی طرح احسان والی صفات اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے تو کم از کم حقوق کے ساتھ ساتھ فرائض ہی کی ادائیگی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیں۔ وہ فرض جو ہر ایک حق کے ساتھ جڑا ہوا ہے، اُسی کا احساس کر لیں تو احسان اور تقویٰ کی روش بھی اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آسان فرما دیں گے۔

عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ

نوٹ: جس ترتیب سے پروگرام میں مقررین نے اظہارِ خیال کیا، اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا دُرِ مکنوں
مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں
(اقبالؒ)

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذَا الْمَوْئُدَةُ سُئِلَتْ۔ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ (التکویر ۸۱:۸،۹) ''اور زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟''

جب عورت کو اس کی زندگی کا حق نہیں دیا جاتا تھا، اس کو انصاف نہیں دیا جاتا تھا، اُسے پاؤں کی جوتی یا استعمال کی ایک چیز سمجھا جاتا تھا تو ایسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے اُسے وہ حق ملا کہ اس کے پاؤں کے نیچے ہی جنت رکھ دی۔ اس کی پیدائش کو ہی رحمت قرار دے دیا۔

آج پاکستان میں اُسی طرح بہن کو وراثت میں حصہ مانگنے پر باپ اور بھائیوں کے ہاتھوں قتل کر دیا جاتا ہے۔ جہیز نہ ملنے پر لڑکی کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ آج پاکستان میں عورت کا اسی طرح استحصال کیا جانے لگا جس طرح جہالت کے زمانے میں اُسے محروم رکھا گیا۔ آج خواتین کو وہ حقوق نہیں مل رہے ہیں جو حقوق اُسے ملنے چاہییں تھے۔ اسی تناظر میں عالمی یومِ خواتین کے موقع پر جماعت اسلامی پاکستان حلقہ خواتین نے ایک قومی مشاورتی کونسل بعنوان ''عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ'' کا انعقاد کیا۔ جس میں تمام مکتبِ فکر کی اکابرین کو بطورِ مہمان مدعو کیا گیا۔ میزبانی کے فرائض اسلامی

نظریاتی کونسل کی ممبراورڈائریکٹرامورِخارجہ حلقہ خواتین ڈاکٹرسمیحہ راحیل قاضی صاحبہ نے انجام دیے۔

قومی مشاورت میں مختلف مہمانانِ خصوصی نے خطاب کیا: جن میں محترم سراج الحق، محترمہ دردانہ صدیقی، ڈاکٹرسمیحہ راحیل قاضی، ڈاکٹر پروین خان، عذرا آفتاب، عروج ناصر، عائشہ منور، ام کلثوم قاضی، عافیہ سرور، عطیہ نثار، ڈاکٹر امۃ اللہ ذریں، عائشہ جہانزیب، ڈاکٹرنوشین، عائشہ ممتاز، ڈاکٹر راشدہ قریشی، راشدہ ظفر، ڈاکٹرحمیرہ طارق، ہما ثاقب اکبر، نرجس حسینی، ڈاکٹر ممتاز اختر، ہما مرتضیٰ، رفعت عزیز، مہتاب سراج الحق، عذرا آفتاب، عروج ناصر، حامدہ طارق، ڈاکٹر فائزہ اصغر، ثمینہ سعید، شہناز لغاری اور عابدہ فرحین شامل ہیں۔ان کے ساتھ جماعت کے اہم عہدیداران، نسیم معظم، عالیہ منصور، صائمہ اختیار، زرافشاں فرحین، ربیعہ طارق، گلفرین نواز، شاہین طارق، عائشہ عثمان کے علاوہ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی مؤثر شخصیات نے شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔انعم طارق بٹ نے یہ سعادت حاصل کی۔تلاوت کلامِ پاک میں سورۃ الاحزاب کا ترجمہ وتلاوت پیش کی گئی۔نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محترمہ خطیبہ نے پیش کی اوراس کے بعد قومی ترانہ پیش کیا گیا۔

محترمہ عائشہ منور

قیمہ جماعت اسلامی پاکستان محترمہ دردانہ صدیقی صاحبہ، محترمہ راحیل قاضی صاحبہ، ناظمات صوبہ اورتمام معزز بہنوں کوسلام۔

یہ عنوان عورت، اختیاراور پاکستانی معاشرہ۔اس کواگر گہرائی سے دیکھیں تواس میں بڑی افادیت ہے۔

میری عزیز بہنواور ساتھیو! آپ میری تائید کریں گی کہ عورت کوعورت کی حیثیت سے Discuss کیا جاتا ہے، لیکن اس کوخاندان کے ایک ذمہ دار کی حیثیت سے Discuss نہیں کیا جاتا اور یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ ایک خاندان کو لے کر چل رہی ہے۔اولیا، انبیا اور ولی اللہ کوعورت نے ہی جنم دیا ہے۔یہ کیسے ممکن ہے کہ عورت کونظرانداز کردیا جائے۔وہ عورت جوخاندان کا نظام چلا رہی ہو، اس کے بارے میں Discuss نہ کی جائے، قانون سازی نہ کی جائے اوراُسے نظرانداز کیا جائے، اس کی ذمہ داری کا تعین ہی نہ کیا جائے، یہ کیسے ممکن ہے؟ اس بارے میں ہم سب کوسوچنا ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ معیشت عورت کی ذمہ داری نہیں ہے، اس لیے اس کواسی طرح Discuss نہیں کیا گیا ہے۔ہاں معاشرے کی وہ ذمہ دار ہے اور معاشرے میں جوکچھ بھی ہورہا ہے یہ دیکھنا پڑے گا کہ ماں نے کیارول ادا کیا۔بچہ جوابتدائی تعلیم حاصل کرتا ہے وہ اسے ماں کی گود سے حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذاعورت خاندان کی ذمہ دار ہے،عورت معاش کی ذمہ دارنہیں ہے۔معاشرتی مسائل کوحل کرکے عورت کی ذمہ داریوں کا تعین کیا جائے۔بہت شکریہ!

محترمہ ڈاکٹر پروین خان

ڈاکٹرسمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اورتمام مہمانانِ گرامی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں عائشہ منور بہن کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتی ہوں کہ عورت کو قرآن میں معاش کا ذمہ دار نہیں بنایا گیا۔ مرد کو حکم دیا کہ کما کر لائے۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا: عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ یہ بھی فرمایا کہ مجھے تین چیزیں پسند ہیں عورت، خوشبو اور نماز۔ مگر آج عورت کو عورت ہی اولڈ ہاؤس بھیج رہی ہے۔ Joint Family System ختم ہو چکا ہے۔ بہن، بیوی، بیٹی اور ماں سب کی حیثیت ختم ہو گئی ہے۔ آج مارا ماری اور کاروکاری کا ظلم ہے۔ چھوٹی بچیوں کو کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ دین سے دوری کی وجہ سے ہے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کس طرح لٹی تھیں۔ خدا کی بستی میں کس طرح ان پر ظلم ڈھایا گیا۔

آج عورت کچلی جارہی ہے۔ قوانین ضرور بنتے ہیں مگر ان پر عمل درآمد کروانے والا کوئی نہیں۔ تعلیم بالغاں شروع کروا کر اَن پڑھ خواتین کو تعلیم دلوائی جائے تاکہ وہ اپنے حقوق کو جان سکیں۔ عورت کمزور نہیں، اگر وہ پختہ ارادہ کر لے تو پہاڑ کی طرح ڈٹ جاتی ہے۔

تاریخ پر نظر ڈالیں، زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ تحریک پاکستان میں خواتین نے کس طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کیسے بہادر خواتین نے پاکستان کا جھنڈا بلند کیا۔ مادرِ ملت نے مردوں کے مقابلے میں الیکشن لڑا۔

آئیں مل کر کوشش کریں، اپنی ثقافت اور کلچر کی نگہبان بنیں اور انسانیت کی خدمت کو شعار بنائیں۔

محترمہ فائزہ اصغر

محترمہ قیمہ دردانہ صاحبہ اور محترمہ سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ، میں بہت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا کہ آپ کے اتنے معزز فورم پر دو چار باتیں کر سکوں۔ آج کا موضوع ہے ''عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ'' پاکستان میں مانا کہ عورتوں کو وہ حقوق نہیں دیے جا رہے جو ان کو ملنے چاہییں، لیکن یہ صرف پاکستان کا معاملہ نہیں ہے، ساری دنیا کا یہی معاملہ ہے کیونکہ پوری دنیا میں اس وقت اگر اس ہال میں دیکھیں تو ماشاء اللہ جتنی عورتیں یہاں ہیں۔ میرا خیال ہے Empowered عورتیں ہیں ورنہ یہ یہاں نہ آسکتی تھیں اور یہ بااختیار اس لیے ہیں کہ ان کے والدین نے، ان کے ماں باپ نے یہ سمجھا کہ تعلیم ان کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہمارے دین میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مرد ہے وہ قوام ہے اور معاش کی ساری ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے، لیکن یہ بات تو تب لاگو ہوگی جب ہر عورت ہر ماں خود بھی قرآن کی تعلیم لے گی اور اپنے بچوں کو وہ تعلیم سکھائے گی اور جب اپنے بیٹوں کو وہ تعلیم دے گی تو تب یہ بات صحیح سمت میں آگے بڑھے گی کہ عورتوں کو Empowerment دینا اس کی ذمہ داری ہے اور یہ دین کا کتنا لازمی حصہ ہے۔ صرف مرد کو تھوڑی سی فضیلت دی گئی ہے تاکہ وہ عورت کو ہر قسم کی ضروریات مہیا کر سکے اور اس کا قوام بن سکے، اس کا محافظ بن سکے۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے آدمی کو Protector بنایا ہے وہاں عورت کو بھی حافظہ بنایا ہے۔ حفاظت کرنے والی عورت ہی ہے، لیکن اگر عورت کا مرد اسے Empower نہیں کرے گا، اس کو ایجوکیشن نہیں دے گا، اس کو اپنی صلاحیتیں استعمال کرنے کی توفیق نہیں دے گا، تو وہ کس طریقے سے اس کے

مال، اس کے گھر کی، اپنی اور اس کی عزت کی اور اس کے بچوں کی صحیح حافظہ بن سکے گی۔

ہم مائیں ہیں، ہمارے بچے ہیں، ہماری بہوئیں ہیں اور ہماری بیٹیاں ہیں تو ہم سب آج یہ ارادہ کرلیں کہ ہم نے اپنی بیٹی بیٹے کو اور اپنے پوتے پوتیوں کو دین کی تعلیم دیں گی۔ پہلے خود لینی ہے اور اپنے Through آنے والی عورت کو اس معاشرے میں Empower کرنا ہے تاکہ اس کو وہ سب حقوق ملیں جو اسلام نے اس کو دیے ہیں اور جب تک ایک عورت کو اس کے پورے حقوق نہیں ملیں گے جو اسلام نے اس کو دیے ہیں، یہ معاشرہ صحیح طریقے سے ترقی کبھی بھی نہیں کرسکتا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ضرور سوچیں کہ اگر عورت نے گھر سے نکل کر کوئی کام کرنا ہے یا وہ کچھ کرنا چاہتی ہے تو دین نے اس کے اوپر کچھ پابندیاں رولز اور Rgeulation لگائی ہیں، جب تک عورت ان رولز اور Regulations کی پابند رہے گی، اس دائرے میں رہے گی تو مردوں کو بھی ان سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔

عورت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ شوہر کی جیت میں ہی اس کی اپنی جیت ہے۔ اس چیز کو مدنظر رکھ کر اگر ہم آگے چلیں گے تو اِن شاء اللہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمیں بہت بہتر مقام ملے گا۔

محترمہ راشدہ ظفر

محترمہ دردانہ صدیقی صاحبہ، سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان، ان کے تمام نائبین ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اور تمام مہمانانِ گرامی! مجھے آپ کے سامنے اس وقت بہت خوشی اور فخر کا احساس ہورہا ہے۔ میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہوں گی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب تشریف لائے تو عورت کی حالت بہت ہی ابتر بھی اس کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس کا وراثت میں حصہ نہیں تھا، اس کی عزت و قدر نہیں تھی۔ انتہا یہ تھی کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی لوگ زندہ دفن کردیتے تھے۔

اس حالت زار میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورت کو عزت دی، وہ احترام دیا جس کی وہ مستحق تھی۔ اس کو کہا آپ نازک آبگینے ہیں۔ ماں، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے وہ مقام دیا، تکریم دی جس کی وجہ سے اس کا مرتبہ بلند ہوا۔ اس کو گھر کی ملکہ بنایا، وراثت میں حصہ رکھا۔ اس کے پاؤں کے نیچے فرمایا جنت ہے اور ان کے معاش کے لیے مرد کو ذمہ دار بنایا مگر اس کے ساتھ ساتھ ان میں جو صلاحیتیں تھیں ان کو بھی نہ روکا۔ وہ عالمہ بھی تھیں اور بعض معاملے میں جن خواتین کو تخصص حاصل تھا، آپ نے فرمایا دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ تین چیزوں کے بارے میں آپ نے بڑی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ عورت، خوشبو اور نماز۔

یہ مدینہ جس کا نام پہلے یثرب تھا۔ وہ مدینہ طیبہ اس وقت بنا جب وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور اس ریاست میں ہر شخص کو وہ حقوق دیے جس کا وہ مستحق تھا اور غیر مسلموں کے ساتھ بھی مساویانہ سلوک فرمایا۔ وہ مدینہ طیبہ کہ جو پاک رہنے والوں کی جگہ تھی، ایک وہ مدینہ طیبہ تھا اور ایک پاکستان ہے اور یہ بھی کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیا گیا۔ بے شمار قربانیاں دے کر اسے حاصل تو کرلیا گیا مگر ہم اپنے وعدے کے ساتھ وفا نہ کر

سکے۔ آج تک ہمارا یہ وطن اس نظام سے محروم ہے۔ جب ہم نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ نہیں نبھایا تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر طرف سے ہمیں پریشانیوں نے آن گھیرا ہے۔

اس وقت جماعت اسلامی پاکستان، صوبہ خیبر پختونخوا حکومت میں شامل ہے۔ اگرچہ اسمبلی میں ہمارے ارکان کی قلیل تعداد ہے، اس کے باوجود جماعت کا بہت زیادہ مؤثر کردار ہے۔ ہماری کوشش سے خیبر پختونخوا کے تمام سکولوں میں قرآن کی کلاسیں شروع ہوگئی ہیں اور یہ ہمارے لیے فخر کی بات ہے۔ ہمارے صوبے میں احتساب کمیشن بھی بنا ہے۔ جہیز پر پابندی کا بل بھی ہم نے متعارف کرایا ہے اور ہر طبقے میں اُسے بڑا سراہا جا رہا ہے۔ نہ صرف خیبر پختونخوا بلکہ پورے پاکستان میں اس کو بہت سراہا گیا۔ ہماری یہ بڑی کامیابی ہے۔

جہاں تک کرپشن کی بات ہے پاکستان میں روزانہ اربوں کرپشن ہوتی ہے۔ جب تک اس پر قابو نہیں پایا جائے گا پاکستان ترقی کی راہ پر قدم نہیں رکھ سکے گا اور ہم دلدل میں دھنستے چلے جائیں گے۔

محترمہ ڈاکٹر ہما ثاقب اکبر

بہت شکریہ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ کا، کہ انھوں نے ہمیں بلایا اور اتنی محبت دی۔ اتحادِ امت کے حوالے سے ہم لوگ کام کرنا چاہ رہے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اس پاکستانی معاشرے میں اتحاد کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ مختلف مکتبہ فکر کے لوگ اکٹھے ہوں اور ایک پلیٹ فارم پر بیٹھ کر اپنے مسائل کو Discuss کریں، بجائے اس کے سوشل میڈیا پر جا کر ایک دوسرے کی توہین اور ایک دوسرے کے بارے میں الٹے سیدھے خیالات بیان کریں۔ جیسا کہ ملی یکجہتی کونسل، پاکستان میں کام کر رہی ہے۔ اس میں تمام مذہبی جماعتوں کے لیڈر حضرات شریک ہیں۔ میرا خیال ہے کہ خواتین کے اندر بھی ملی یکجہتی کونسل کی طرز پر ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی کی زیرِ صدارت اور زیرِ سرپرستی ایسی ہی کونسل ہونی چاہیے تاکہ ہم پاکستان میں امت کے اتحاد کے لیے کام کرسکیں اور تمام مذہبی جماعتوں کی خواتین کو اس میں شمولیت کی دعوت دیں۔ بہت شکریہ۔

محترمہ نرجس حسینی

محترمہ سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اور آپ تمام آرگنائزرز کو اس قدر کامیاب پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ سب کی بہت مشکور بھی ہوں کہ آپ نے اس ناچیز کو بھی یہاں مدعو کیا کہ بحیثیت ایک عورت اپنی رائے آپ لوگوں کے سامنے رکھ سکوں اور یہ بھی بتا سکوں کہ I am Female اور اسلام نے مجھے اس طرح کی آزادی دے رکھی ہے۔ میں خاتون ہوں، میں ہر میدان میں مرد کے شانہ بشانہ کام کرسکتی ہوں۔ الحمدللہ آج ہم یہاں جمع ہیں تو یہ women empowerment کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ الحمدللہ یہاں پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے خواتین تشریف لائی ہیں، ان سب کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ کس طرح اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم اسلامی تعلیمات کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

عزیزانِ گرامی! قرآنِ کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ ایمان والو! متحد ہو جاؤ وَلَا تَفَرَّقُوْا اور تفرقہ بازی میں مت پڑو۔ اسلام

ایسا دین ہے جس نے غیر مسلم کے حقوق کا بھی خیال رکھا ہے۔ چارٹر آف مدینہ ہے جو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیا، جو ہم سب پڑھتے آئے ہیں، اسلام میں ہر انسان کا حق کس خوبصورتی کے ساتھ Define کیا۔

اتحاد بین المسلمین عصر حاضر کی بہت بڑی ضرورت ہے جس سے ہم روگردانی نہیں کر سکتے۔ ہم امت واحد بن جائیں۔ ہمارا قبلہ ایک، رب ایک، قرآن ایک، نبی ایک، تمام صحابہ کرامؓ کا ہم احترام کرتے ہیں۔ امہاتؓ المومنین ہم سب کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہیں اور اہل بیتؓ اطہار سے سب ہی محبت کرتے ہیں تو ہمیں کچھ ایسا کرنا چاہیے کہ ہم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔

عزیزانِ گرامی! ہم سب میں، تمام فقہ میں 90 فی صد ایسے امور ہیں جو مشترک ہیں جن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی رمضان کے روزے، پانچ وقت کی نمازیں، حجاب یہ ساری چیزیں ہمارے درمیان وجہ اشتراک رکھتی ہیں۔ تو ہم ان چیزوں پر Focus کریں جو ہمارے درمیان وجہ مشترک ہیں۔ مگر ہم ان چیزوں کو Ignore کر رہے ہیں۔ اور ان سب میں بہت ہی کم، نہ ہونے کے برابر اختلافات ہو سکتے ہیں تو کیوں ہم ان ایشوز پر فوکس نہیں کرتے۔ حقیقت میں وہ ایشو ہوتے ہی نہیں جنھیں ہم فوکس کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمانو! متحد ہو جاؤ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ عصر حاضر کی یہ بہت بڑی ضرورت ہے کہ بحیثیت مسلم خواتین ہم سب مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ Discuss کریں۔ الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے ہمیں ہر طرح کی آزادی دے رکھی ہے تو ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہم آپس میں مل بیٹھ کر وجہ شراکت کی طرف زیادہ فوکس کریں۔ اسلامی تعلیمات پر زیادہ فوکس کریں، قرآن کو اپنے اعمال اور کردار میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

اتحاد کے لیے ہماری طرف سے جس طرح کے بھی تعاون کی ضرورت ہے we are ready work together اور ہمیں یہاں بلانا اور ہم سب کا یہاں آنا اس کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہم سب امت واحدہ ہیں اور کوئی بھی ہم میں تفرقہ نہیں ڈال سکتا۔ بہت بہت شکریہ!

محترمہ عذرا آفتاب

میں آپ لوگوں کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے اتنے پیار سے اپنے اس فورم میں مدعو کیا۔ ایک آرٹسٹ ہونے کے باوجود میں وہی کردار کرتی ہوں جو میرا دل قبول کرتا ہے۔ میں نے کبھی ایسے رول نہیں کیے اور نہ مجھے وہ پسند ہیں جس میں عورت کی تذلیل ہو۔ وہی کردار ادا کرتی ہوں جو ہماری ثقافت کے قریب تر ہوتے ہیں۔ اسی لیے آپ لوگ مجھے کم ڈراموں میں دیکھتے ہوں گے، کیونکہ وہ میری اپنی عقل، دل اور دماغ کو قابل قبول نہیں ہوتے۔ آج کل جو ڈرامے چل رہے ہیں وہ مجھے بالکل پسند نہیں ہیں۔ گھریلو زندگی کو نیا رنگ دے کر ساس بہو کے کردار دکھائے جا رہے ہیں۔ میں احتجاج کرتی ہوں کہ ایسے کردار معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔ بہنوں اور بیٹیوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اس احتجاج کا حصہ بنیں اور ایسے ڈراموں کا بائیکاٹ کریں جو معاشرے کو تباہ کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ ہم میڈیا کو بھی اس کا پابند بنائیں کہ ضابطہ اخلاق کے اندر رہیں اور ایسے

ڈراموں کو نہ دکھائیں۔ میں سمیحہ صاحبہ کی بہت زیادہ مشکور ہوں کہ اس بیٹی نے مجھے یہاں بلایا۔ آیندہ بھی اِن شاءاللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے درمیان آیا کروں گی۔

محترمہ رفعت عزیز

میں سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اور تمام آرگنائزرز کی بہت مشکور ہوں کہ انھوں نے ہمیں دعوت دی۔ اس کانفرنس کا موضوع ہے عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ۔ میں اس حوالے سے صرف ایک بات کہنا چاہوں گی کہ اسلام نے عورت کو ہر لحاظ سے تحفظ دیا ہے۔ ماں کی حیثیت سے، بیوی کی حیثیت سے، بہن کی حیثیت سے۔ معاشرے میں عورت کو عزت کا مقام اسلام نے عطا کیا۔

مجھے خصوصی طور پر کہا گیا ہے کہ میں آزاد کشمیر کے حوالے سے بات کروں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے آزاد کشمیر کو بیس کیمپ کی حیثیت حاصل ہے اور پاکستان کے لیے کشمیر شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں ایک مسلمان کے لیے بنیادی حقوق کی بات تو دور کی بات ہے، انھیں انسانی حقوق بھی حاصل نہیں ہیں۔ گذشتہ 70 سال سے وہاں ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اپنے جان و مال کی، اپنی عزت و آبرو اور اپنی اولادوں کی قربانیاں دے رہی ہیں۔ 70 سالوں میں پانچ نسلیں آزادی کی تحریک کی نذر ہو چکی ہیں اور 70 سالوں میں یہ مسئلہ جہاں تھا وہیں کا وہیں ہے۔ آج بھی پاکستان اور آزاد کشمیر دونوں حکومتیں مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لیے جو کام کر رہی ہیں وہ اتنا نہیں ہے جس کا تقاضا ہے۔

آزاد کشمیر اسمبلی میں ہماری شرکت ابھی نئی ہے۔ اس حوالے سے ہم نے خواتین کو Empower کرنے اور ان کو حقوق دلانے کے لیے، تعلیم و صحت کے میدان میں کام کیا ہے۔ ان کی سہولتوں اور آسانیوں کے لیے بھرپور آواز اٹھائی ہے۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی فلاح کے لیے ایک بل پاس کروایا ہے۔ اس حوالے سے پنشنز اور دیگر سہولیات اس شعبے میں کام کرنے والی خواتین کو ملیں گی۔ ہم نے ڈے کیئر سنٹر کا بھی ایک بل منظور کیا ہے تاکہ جو خواتین کام کرتی ہیں، ان کے بچوں کی حق تلفی نہ ہو۔ خواتین یونی ورسٹی کے قیام کے لیے بھی ہم ایک بل پیش کر رہے ہیں۔

سچی بات یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے، تحریک آزادی جس مرحلے سے گزر رہی ہے اس سے آپ سب آگاہ ہوں گی۔ خصوصاً برہان مظفر وانی کی شہادت کے بعد آزادی کی لہر جس طرح ابھر کر سامنے آئی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ آزادی کا شعلہ جوالہ ہے جو اس وقت پوری وادی میں بھڑک رہا ہے۔ مرد، عورتیں، بچے، نوجوان سب مظفر وانی بننے کو تیار ہیں۔ ہمیں سوچنا ہے اور پاکستان کے لوگوں سے میری اپیل ہے کہ وہ کم از کم مسئلہ کشمیر پر نوجوان نسل اور ہماری خواتین کو آگاہ کریں۔ ہم اپنے بچوں میں وہ جذبہ پیدا کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے بھائیوں کے معاون بنیں تاکہ کشمیر آزاد ہو اور ہم ایک ہو کر اللہ کی سرزمین پر اس کا قانون نافذ کر سکیں۔ وما علینا الا البلاغ!

محترمہ ثمینہ سعید

محترمہ دردانہ صدیقی صاحبہ، محترمہ سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اور یہاں بیٹھی ہوئی محترم و معزز خواتین! میں آپ کی طرف سے اور بلوچستان کی غیور اور

بہادر بہنوں اور ماؤں کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتی ہوں۔ پاکستان میں محروم طبقے کی سیاست میں ایک اہم فریق عورت ہے۔ اگر چہ ریاست، حکومت، اور بالائی طبقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان کی ترجیحات میں عورت پیش پیش ہے، لیکن حقائق اس کے برعکس ہیں۔ اگر ہم اعداد وشمار کو دیکھیں تو ہمیں عورتوں کے حوالے سے سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی اور صحت جیسی بنیادی سہولتوں کے معاملے میں ایک واضح فرق نظر آئے گا۔ ہماری عورت کا ایک بڑا حصہ پسماندگی، غربت، ناانصافی، ناخواندگی اور معاشی بدحالی کا شکار ہے۔

میری محترم بہنو! بلوچستان پاکستان کے رقبے کا 45 فی صد اور آبادی کے تقریباً 6 فیصد پر مشتمل ہے۔ 75 کلومیٹر ساحلی علاقہ ایران اور افغانستان کی سرحدوں سے ملتا ہے۔ بین الاقوامی اہمیت کے حامل، سی پیک جیسے منصوبوں کا آغاز اسی سرزمین پر ہوا۔ گوادر پورٹ جیسی بندرگاہ، تیل، گیس کوئلے اور دیگر قیمتی معدنیات سے مالا مال بلوچستان غربت اور پسماندگی کی علامت ہے۔ صرف 23 فی صد آبادی کو پینے کا صاف پانی دستیاب ہے، باقی انسان اور مویشی ایک ہی پانی پیتے ہیں اور خوفناک اور خطرناک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ بجلی صوبے کے صرف بارہ فی صد علاقوں کو ملتی ہے۔ سوئی، جہاں سے یہ گیس نکلی ہے وہاں کے 99 فی صد لوگ اور پورے بلوچستان میں 95 فی صد لوگ اس نعمت سے محروم ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ حکومتوں کی غلط پالیسیاں ہیں اور وہاں کے سردار، نواب اور قبائلی سسٹم میں عورت ہی سب سے زیادہ سختیاں جھیلتی ہے۔

میری عزیز بہنو! سرکاری طور پر 76 فی صد آبادی بنیادی سہولتوں صحت، تعلیم اور علاج سے محروم ہے۔ 73 ہزار افراد کے لیے 15 خواتین ڈاکٹرز ہیں۔ ایک تازہ رپورٹ کے مطابق تعلیم سے محروم بچیوں کی سب سے زیادہ تعداد یعنی 66 فی صد ہے۔ صوبے کی صرف 25 فی صد خواتین لکھنا پڑھنا جانتی ہیں۔ بلوچستان میں لڑکیوں کے لیے کل 22 انٹر کالج اور 13 ڈگری کالج ہیں۔ ان میں بھی اساتذہ نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی طالبات تعلیم سے محروم رہتی ہیں۔ ٹرانسپورٹ ناپید ہے، اسمبلیوں اور بلدیاتی اداروں میں خواتین کی موجودگی مایوس کن ہے۔ صحت کی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے ایک لاکھ بچے اور ہزاروں مائیں ہر سال زچگی کے دوران مر جاتی ہیں۔ پوری دنیا میں کہیں پر بھی یہ صورتِ حال ہمیں نظر نہیں آتی۔

میری عزیز بہنو! یہی نہیں بلکہ ایک سروے میں یہ بھی بتایا گیا کہ غذائی قلت اور خون کی کمی کا شکار ہونے والی خواتین سب سے زیادہ بلوچستان میں ہیں۔ پورے صوبے میں باروزگار خواتین کی شرح 4.3 فیصد ہے، جو این جی اوز اور دوسرے پرائیویٹ سیکٹرز میں کام کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے علاقے کی عورت زراعت کے پیشے سے وابستہ ہے۔ ہنر مند خواتین کی بلوچستان میں کمی نہیں مگر ان کی محنت کا معاوضہ انھیں بہت کم ملتا ہے، کیونکہ قانون تو موجود ہیں مگر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ صوبے میں موجود بدامنی، دہشت گردی، اغوا اور Missing Persons ان سب چیزوں سے عورت بہت متاثر ہے مگر وہ صبر کر رہی ہے۔ نتیجتاً دیگر بیماریوں کے ساتھ ساتھ ذہنی مسائل اور الجھنوں کا شکار بھی ہو رہی ہے۔ ان سب مسائل کے باوجود بلوچستان کی عورت آگے بڑھنا چاہتی ہے۔ تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اپنے معاشرے کی مثبت تبدیلی کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ اگر اسے مواقع ملیں تو وہ کسی سے کم نہیں۔

میں یہاں یہ بات بھی کرنا چاہوں گی، شاید آپ لوگوں کے لیے یہ حیرانی کا باعث ہو کہ بلوچ قوم میں عورت اور مرد کی اہمیت اور مقام میں کوئی تفریق نہیں۔ اگر کوئی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے یا کسی بھی غلط کام میں ملوث ہوتا ہے تو مرد، عورت کو ذلیل نہیں کرتا اور اسے غیرت کے نام پر قتل نہیں کرتا بلکہ دونوں کو برابر کی سزا ملتی ہے۔ گھر اور خاندان میں بھی عورت بااختیار ہے۔ اس کو وراثت میں پورا حصہ دیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ میں عورت کی رضامندی معلوم کی جاتی ہے۔ طلاق یافتہ عورت کو شادی کا حق حاصل ہے۔ گھر میں عورت خودمختار بلکہ مطلق العنان ہے۔ وہ اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کی ذمہ دار ہے۔

محترم بہنو! اپنی بات ختم کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جماعت اسلامی کے ایک ذمہ دار کی حیثیت سے ہم دور دراز کی بچیوں اور ان لوگوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں جو تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ یہ جماعت اسلامی کی بڑی کامیابی ہے۔ اس کے علاوہ یوتھ کو Empower کرنے اور بین الصوبائی ہم آہنگی کے لیے جو سب سے بڑا Factor ہے کہ صوبوں کے درمیان نفرت پھیلائی جا رہی ہے، اس کو ختم کرنے کے لیے یوتھ کے تحت مختلف پروگرام منعقد کرتے ہیں۔

یہ بھی صحیح ہے کہ بلوچستان کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ کرپشن ہے۔ میں اس فورم کے اعلامیے میں یہ بات شامل کرانا چاہتی ہوں کہ بلوچستان میں 66 فی صد کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس کو ختم کرنے کی منصوبہ بندی کی جائے۔ اسلام کے نظام کفالت کو متعارف کروایا جائے۔ خواتین کی تعلیم اور صحت، حکومت اپنی ترجیحات میں شامل کرے اور بجٹ کا ایک بڑا حصہ اس کے لیے مختص کرے۔ بے سہارا اور دیہی عورت کی کفالت کے لیے چھوٹے منصوبے اور چھوٹے ادارے بنائے جائیں جو چھوٹی سطح کے کاروبار میں ان کو مدد دیں اور ان کو بلاسود قرضے دیں۔ قوانین بنائے جائیں۔ قانون سازی کی جائے اور قانون پر عمل درآمد کے لیے ادارے بنائے جائیں۔ بلوچستان کی عورت کا سب سے بڑا مسئلہ صحت، ایجوکیشن اور پینے کا صاف پانی ہے۔ اس طرف حکومت توجہ دے۔ میں اس فورم کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے بلوچستان کی عورت کے حوالے سے میری بات سنی۔ میں آپ سب کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔

محترمہ ڈاکٹر راشدہ قریشی

میں اپنی بات کا آغاز کرپشن سے کرتی ہوں کہ یہ محترم سراج الحق کے علاوہ کرپشن میں ملوث ہر ایک کا ایشو ہے۔ تعلیم کے شعبے سے بھی وابستہ ہوں۔ خواتین کی empowerment کا جہاں تک تعلق ہے، ہم لڑنے اور مردوں کے خلاف بات نہیں کر رہے ہیں، بلکہ اسلام کی رو سے مرد قوام ہے اور مرد کو ایک درجہ بلند کیا ہے۔

دراصل معاشرہ، ریاست اور خاندان میں ہر جگہ مرد اور عورت گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ ان کا مطابقت رکھنا ضروری ہے۔ اگر عورت کو پردے کا حکم ہے تو مرد کو نظریں نیچے رکھنے کا حکم ہے۔ مرد اور عورت کو اپنے اپنے اعمال کی جزا یا سزا ملے گی۔

میں کہوں گی کہ صرف عورت کی تربیت کا زوال نہیں ہے، آج عورت کے ساتھ مرد کی تربیت کا بھی زوال ہے، کیونکہ مردوں کے ہاتھ میں اقوام کی تقدیر ہے۔ مردوں کے ہاتھ میں ہماری عورت ہے۔ مردوں کے ہاتھ میں سیاست بھی ہے، معاشرت بھی ہے۔ وہ عورت کو اپنے برابر Accept کرے۔
میں چونکہ ایک گورنمنٹ گرلز کالج میں پرنسپل ہوں۔ میں دیکھتی ہوں کہ بچیوں کو تعلیم کے میدان میں بہت زیادہ مسائل ہیں۔ یہاں پر جتنی میری معزز بہنیں بیٹھی ہیں، ماشاءاللہ Islamic values کے سائے میں زندگی گزار رہی ہیں۔ یقیناً ان کے مرد بھی قابل فخر اور دین کے راستے میں چلنے والے ہوں گے۔ شاید آپ کے وہ مسائل نہ ہوں جو کہ مڈل کلاس کی بچیوں کے ہوتے ہیں۔ عورت کی کفالت مرد کی ذمہ داری ہے، لیکن ہمارے معاشرے کا رویہ آج یہ ہو گیا ہے کہ ہماری 45 فی صد خواتین مرد کے صاحب استعداد ہونے کے باوجود اس کی کفالت سے محروم ہیں اور عورت گوناگوں پریشانی میں مبتلا ہے۔ اسلام میں یہ نہیں کہا گیا کہ اگر عورت معاشی طور پر مستحکم ہے تو مرد اپنی ذمہ داری سے ہاتھ اٹھا لے۔ اسلام اتنا خوب صورت مذہب ہے کہ عورت معاشی طور پر مستحکم ہے بھی تو بھی مرد کو حکم ہے کہ وہ اس کا نان ونفقہ پورا کرے، لیکن آج عورت کا استحصال کیا جاتا ہے کہ وہ نوکری کرتی ہے اس لیے خرچہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بچوں کو بھی سنبھالے اور گھر کے خرچ بھی برداشت کرے اور مرد اپنی مرضی سے خرچ کرتا پھرے۔ دیکھیں جو آزادی اسلام عورت کو نہیں دیتا وہی مرد کو بھی نہیں دیتا۔ اگر مرد اپنے فرائض انجام دے اور عورت اپنے فرائض انجام دے تو اسلامی نقطہ نظر سے ایک بہترین معاشرہ ترتیب پاتا ہے۔
چند گزارشات میں بیان کرنا چاہوں گی:

۱۔ ہمارے پاس قوانین موجود ہیں۔ ضابطے موجود ہیں، لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ مظلوم کو اس کا حق دیا جائے۔ جنسی تشدد کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے سرعام سزائیں دی جائیں۔
۲۔ نہ صرف قوانین پر عمل درآمد کروایا جائے، بلکہ قوانین پر عمل درآمد کا جو Process ہے اس کو مانیٹر بھی کیا جائے۔
۳۔ بچیوں کی تعلیم کو اہم سمجھتے ہوئے غریب بچیوں کی تعلیم کو مفت کیا جائے، ان کو سہولیات مہیا کی جائیں اور ان کے تقدس اور تحفظ کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

محترمہ عروج ناصر

آپ کی محبت، آپ کے پیار کا بے حد شکریہ!
اگر ہم خواتین اسلام کی طرف نظر ڈالیں تو چار مثالی اور بااختیار خواتین تھیں، جن کے بارے میں خود نبی کریم e کی حدیث مبارک ہے کہ یہ عظیم ترین خواتین ہیں یعنی حضرت آسیہ، حضرت مریم، حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور انھی کے ساتھ ساتھ ایک نام امہات المومنین حضرت عائشہؓ کا ہے جن کا اسلام میں اتنا بڑا حصہ ہے کہ آج کی عورت اگر علم حاصل کر رہی ہے، تعلیم حاصل کر رہی ہے تو آج کی عورت ہاتھ بلند کر کے حضرت عائشہؓ

کو دعائیں دے۔ یہ وہ بی بی ہیں جن کے پاس مرد آکر تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ یہ وہ عورت ہیں جو اس قدر اختیار رکھتی تھیں، اس قدر با اختیار تھیں کہ سیاسی گائیڈ لائن دیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی چہیتی بیوی تھیں۔

امہات المومنین، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت مکرم ایک دوسرے کا احترام اور محبت کرتے تھے۔ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ تفرقہ بازی اور نفرتوں کو ختم کریں اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ آج دیکھیں طاغوت کس طرح حیلوں بہانوں سے ہم پر مسلط ہو رہا ہے۔ طاغوتی طاقتوں کے ان حربوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

عورت کا اختیار یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو Propose کرنے والی ایک عورت ہے، عورت کا اختیار دیکھیں کہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے کس طرح اپنی جائیداد، اپنی پراپرٹی حضور ﷺ اور اسلام کے لیے وقف کر دی۔ یہ ہے اختیار عورت کا۔ عورت کا اختیار دیکھنا ہے تو بی بی زینب ؓ کو دیکھیے کہ کس طرح انھوں نے جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق بلند کیا۔ اختیار دیکھنا ہے تو امہات المومنین عائشہ ؓ کو دیکھیے کہ کس طرح انھوں نے اسلام کی خدمت کی کہ سو سو مرد ایک وقت میں اُن سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

ہم کو ایک ہونا چاہیے، ایک دوسرے کو محبت کا درس دینا چاہیے۔ چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو پیار کا سبق دیں۔ ان کو درس دیں کہ ہم سب ایک ہیں، نفرتوں اور تفرقہ بازی سے ان کے ذہنوں کو صاف کریں۔ محبت اور پیار کا بیج بوئیں۔ بہت شکریہ!

محترم سراج الحق، امیر جماعت اسلامی پاکستان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله و اصحابه اجمعین اما بعد!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ صدق اللّٰه العظیم!

محترمہ دردانہ صدیقی صاحبہ قیمہ حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان، محترمہ بیگم قاضی حسین احمد صاحبہ، محترمہ عائشہ منور صاحبہ اور آج کی میزبان محترمہ سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ، ڈاکٹر حمیرا طارق صاحبہ اور میری بہت ہی واجب الاحترام بہنو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج مجھے خوشی ہے کہ میں پاکستان کی اُن خواتین اسلام کے سامنے کچھ باتیں عرض کرنا چاہوں گا جو میری ملت کا سرمایہ ہیں، جو اس امت کی حقیقی طاقت ہیں، جو اس امت کی آنکھیں بھی ہیں، کان بھی ہیں اور دست و بازو بھی ہیں۔ اچھا ہوتا اگر میری ماں بھی اس مجلس میں موجود ہوتیں، وہ شریک نہیں ہیں، لیکن اطمینان ہے کہ محترم قاضی حسین احمد کی اہلیہ ہماری اس مجلس میں موجود ہیں جو ہم سب کی ماں ہیں اور ان کی موجودگی اپنے لیے اور اس مجلس کے لیے باعث عزت اور خیر سمجھتا ہوں۔

اللہ رب العالمین نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے، رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ ہر نماز کے آخر میں یہی دعا ہے جو ہم مانگتے ہیں کہ اللہ رب العالمین مجھے دنیائے حسنہ دے دے۔ دنیائے حسنہ کیا ہے جس کے مانگنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور جس کے مانگنے کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا۔ دنیائے حسنہ ایک ایسی دنیا ہے جس میں ایک انسان دوسرے کا غلام نہ ہو، جس میں ایک انسان دوسرے کا محتاج نہ ہو، جس میں ایک انسان پر دوسرے انسان کی خدائی مسلط نہ ہو۔ ایک ایسی دنیا خوب صورت دنیا، حسین دنیا، خوشحال دنیا جس میں غربت نہ ہو، جس میں مہنگائی نہ ہو، جس میں بے روزگاری نہ ہو، جس میں جہالت نہ ہو جس میں رشوت نہ ہو، جس میں ملاوٹ نہ ہو، جس میں کرپشن نہ ہو اور جس میں انسان کی جان، مال اور عزت کی حفاظت ہو۔ ایک ایسی دنیا بنانے اور مانگنے کا حکم رب العالمین نے ہمیں دیا ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے کہ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اللہ ایمان والوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیاطین ہیں وہ ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔

آج کی اس مجلس، اس مشاورت میں شامل پاکستان بھر کی جہاں دیدہ خواتین کو جنھیں ڈاکٹر صاحبہ نے The Cream بالائی قرار دیا، کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ خواتین کی قیادت کو آج کی منتظمین کو کہ جنھوں نے اندھیروں میں شمع جلانے کی کوشش کی ہے، جو مایوسیوں میں اُمید دلاتی ہیں۔ جو ایمان دار ہیں اور ایمان اور یقین کو عام کرتی ہیں، جن کے ہاتھوں میں حیا کا علم ہے، جو خود قرآن کے نور سے منور ہیں اور اس نور کو عام کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق اور محبت سے سرشار ہیں اور اس محبت کو عام کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس لیے آج کا یہ جلسہ، یہ کنونشن، یہ جرگہ یہ ان الوالعزم خواتین کا جرگہ اور کونسل ہے جن کے ہاتھوں میں بے غیرتی کی بجائے، بے شرمی کی بجائے حیا کا پیغام اور حیا کا علم ہے۔ ان کے ہاتھوں میں نجات کی ایک مکمل کتاب اور پروگرام ہے اور یہ وہ قیادت ہے جو گھروں کو برباد کرنے کی بجائے آباد کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ یہ وہ قیادت ہے جو معاشرے کو عریاں کرنے کی بجائے پردہ دینا چاہتی ہے، یہ وہ قیادت ہے جو رشتوں کو ختم کرنے کی بجائے جوڑنے کا پیغام دیتی ہے۔ یہ وہ خواتین اسلام ہیں جو نفرتوں کو عام کرنے کی بجائے اخوت کا پیغام ہیں اور یہی وہ سرمایہ ہے جس پر اللہ کے رسول ؐ نے ہمیشہ ان کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ زندگی کا نظام اگر ایک سائیکل ہے تو مرد اور عورت اس سائیکل کے دو پہیے ہیں اور اگر دن رات زمانے کا نام ہے تو مرد اور خواتین انسانی زندگی کا نام ہیں۔

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ پہلے انسان نے جنت میں قدم رکھا تو اللہ رب العالمین نے ان کے ساتھ حضرت حوا کو ان کا ساتھی بنایا اور تاریخ گواہ ہے کہ جنت سے دونوں نکلے تھے تاکہ اس دنیا کو آباد کریں اور دنیا کو چلائیں اور تاریخ یہی بتاتی ہے کہ اگر ابراہیمؑ نے نمرود اور شرک کے ظالمانہ نظام کے مقابلے میں بغاوت کا علم اور جھنڈا اٹھایا تو اس ہجرت اور اس سفر میں مرد کی بجائے ایک ہاجرہ نامی خاتون اور حضرت سارہ نے اُن کا ساتھ دیا تھا اور ہم جانتے ہیں کہ اگر فرعون کے مقابلے میں موسیٰ u نے حق کا علم اٹھایا تو خود فرعون کے دربار میں ایک خاتون نے اُن کا ساتھ دیا اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ نبی

مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانے کے کفر، بے حیائی، ظلم، جبر اور استحصال کے خلاف جب علم اٹھایا تو خود فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ان کا ساتھ دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کا ساتھ دیا اور تاریخ گواہ ہے کہ زندگی کا مشکل ترین سفر کربلا کا وہ سفر ہے جہاں بہت سارے لوگوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تنہا چھوڑا تھا، لیکن وہی خاتون اُن کے ساتھ تھی اور خواتین نے ان کو نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ یزید کے دربار میں جب وہ خواتین داخل ہوئیں تو اُن کے دوپٹے اپنے بچوں کے خون سے تر تھے اور بھرے دربار میں کھڑے ہو کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ہی خطاب فرمایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں زندگی قربان کر کے امت کو یہی سبق دیا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو ظلم کے مقابلے میں جان قربان کرتا ہے، لیکن ظلم کے آگے جھکنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہ درس، کربلا نے ہمیں دیا ہے اور یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی کے ساتھ حضرت زینب r کی قربانی کا بھی پیغام ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ آج میں خواتین اسلام سے مخاطب ہوں کہ آج کا زمانہ آپ سے وہی مطالبہ کرتا ہے کہ ایک بار پھر اگر اس دنیا میں فرعون کا نظام ہے، ظلم کا نظام ہے، نمرود کا نظام ہے، ابوجہل اور ابولہب کا نظام ہے، بدعات اور شرک کا نظام ہے تو حالات کا تقاضا ہے کہ اس زمانے میں بھی موسیٰ علیہ السلام کا علم اٹھایا جائے۔ آج بھی ابراہیم علیہ السلام کا جھنڈا اٹھایا جائے اور آج بھی نبی مہربان ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ظلم اور جبر کو چیلنج کیا جائے مگر یہ سفر مرد تنہا نہیں کر سکتا۔ اس سفر میں مرد کے ساتھ خواتین کا ہونا ضروری ہے۔

ہمارے فقہ کے امام جن کا نام نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تھا، لیکن وہ امام ابوحنیفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حنیفہ ان کی بیٹی کا نام تھا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ آئے اور انھوں نے امام ابوحنیفہ سے ایک سوال پوچھا کہ جب اسلام نے ایک مرد کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے تو ایک خاتون کو چار نکاح کرنے کی اجازت کیوں نہیں ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے کہ قرآن اور حدیث کے علاوہ منطق کی روشنی میں کیا جواب دوں، کہ اتنے میں ان کی بیٹی کی آواز آئی کہ اس کا جواب میں بھی دے سکتی ہوں، مگر شرط ہے کہ آپ اپنا نام ابوحنیفہ رکھ لیں تا کہ قیامت تک میرا نام بھی آپ کے نام کے ساتھ نتھی ہو جائے اور پھر اُن کی بیٹی نے سوال کرنے والے کو ایک ایسا جواب دیا کہ وہ مطمئن ہو گئے اور نعمان بن ثابت نے اپنا نام ابوحنیفہ رکھ لیا اور فرمایا کہ آج سے میرا نام ابوحنیفہ پکارا جائے۔ یہ آپ بعد میں خود تحقیق کر لیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ خود پڑھیں کہ اس بیٹی نے اپنے باپ کو کون سا جواب بتایا کہ جس سے امام ابوحنیفہ نے لوگوں کو مطمئن کر لیا۔ میں آپ کے مطالعے کے لیے باقی کہانی چھوڑ دیتا ہوں۔

مجھے خوشی ہے کہ آج ڈاکٹر راشد قریشی صاحبہ اور محترمہ عروج صاحبہ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اور مجھے بتایا گیا کہ ڈاکٹر پروین صاحبہ، ڈاکٹر فائزہ صاحبہ اور اس طرح ثمینہ سعید صاحبہ اور رفعت صاحبہ ایم این اے، راشدہ باجی نے بھی اور نرجس صاحبہ نے بھی بات کی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آج کے زمانے میں جو کام ہم نہیں کر سکتے ہیں وہ کام خواتین کر کے دکھا رہی ہیں۔ انڈیا میں آج کل ایک خاتون بہت مشہور ہیں اور آپ یقین کیجیے کہ ایک بار جب میں نے ان کے الفاظ سنے اور ان کی آواز میں وہ پیغام سنا تو میں حیران رہ گیا، جس میں انھوں نے انڈین سوسائٹی کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر عورت اپنے حقوق کو جاننا چاہتی ہے تو اُسے قرآنِ کریم کی سورۃ النساء پڑھنی چاہیے اور سورۃ النساء کی تلاوت کرنی چاہیے۔ اس خاتون کا نام لتا حیا ہے اور وہ

اورقلم کی بجائے ان کے سر سے دوپٹہ ہٹادو۔ وہ ہٹانے کی بات کرتا ہے اور ہم قلم تھمانے کی بات کرتے ہیں۔ یہی ہم میں اور مغرب میں فرق ہے۔

میں مردوں سے کہتا ہوں کہ آپ دن بھر محنت کر کے جب رات کو اپنے گھر آتے ہیں اور آپ کو ایک ماں، ایک بیوی، ایک بیٹی، ایک بہن کی صورت میں ایک سائبان اور چھتری ملتی ہے تو آپ کتنا سکون محسوس کرتے ہیں۔

میری بہنو! آج مغرب کی یہی کوشش ہے کہ ہمیں اس چھتری اور اس سائبان سے محروم کر دے۔ آج مغرب کی یہی سازش ہے کہ ہمارا خاندانی نظام تتر بتر ہو جائے، اس لیے کہ پاکستان کی سوسائٹی کو ایٹم بم نے محفوظ نہیں رکھا ہے۔ کسی فوج نے محفوظ نہیں رکھا ہے۔ پاکستانی سوسائٹی اور ہماری عزت کو خاندانی نظام نے محفوظ رکھا ہے اور مغرب، ہمارے دشمن کا آخری وار یہی ہے کہ ہمارے اس حصار میں دراڑیں ڈالے اور ہمارے چاروں طرف ایک خاندانی نظام کی صورت میں جو کوہِ ہمالیہ موجود ہے، ہمیں اس شجر سایہ دار سے محروم کر دے۔

مغرب نے انسانیت کو کیا دیا۔ پہلے ہی مرحلے میں شیطان نے انسان کو بے لباس کرنا چاہا۔ یہ آج کی سازش نہیں ہے۔ پہلے دن سے ہی شیطان نے یہی کام کیا تھا انسان کے ساتھ۔ آج مغربی نظام کی وجہ سے کوئی مرد اپنی بیوی پر یقین نہیں کرتا اور کوئی خاتون اپنے شوہر پر اعتماد نہیں کرتی۔ باپ اور بیٹے کا رشتہ ختم، بیٹی اور ماں کا رشتہ ختم، شوہر اور بیوی کا اعتماد ختم۔ اب کچھ بیگمات اور مغرب کے ایجنٹ ہمارے معاشرے میں وہی برائیاں پھیلانا چاہتے ہیں، لیکن میں سلام پیش کرتا ہوں آپ جیسی اولوالعزم خواتین کو، جنھوں نے ایک بار پھر حیا، عفت اور غیرت کا جھنڈا اٹھانے کا عزم کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت لقمان u نے اپنے بیٹے کو یہی کہا تھا یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ میرے بیٹے نماز پڑھو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو اور اس راستے میں کوئی مشکل پیش آجائے تو صبر کرو، لیکن سمجھایا اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ، یہ اولوالعزم لوگوں کا کام ہے۔ آپ لوگوں کا کام اولوالعزم لوگوں کا کام ہے، یہ مشکل کام ہے، حق کا جھنڈا اُٹھانا بہت بھاری کام ہے۔

آج میری سوسائٹی میں، میرے معاشرے میں خواتین پر ظلم ہو رہا ہے، ان کو وہ حقوق نہیں دیے جا رہے ہیں جو آئین پاکستان میں ہے اور جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے دیے ہیں۔ یہ شرم کی بات ہے۔ روزانہ اخباروں میں ایسی خبریں آپ پڑھتے ہیں کہ آج کسی لڑکی کی لاش کسی نالے سے برآمد ہوئی، آج فلاں بازار میں عصمت دری کا شکار ہوگئی۔ آج اشتہارات میں جس طرح ہماری خواتین کو، ماؤں اور بہنوں کو رسوا کیا جا رہا ہے، جھوٹے مقاصد کی خاطر۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی Products کی کوالٹی کو بہتر بنا کر عالمی مارکیٹ کا مقابلہ کرو، اپنی بچیوں کو سکرین پر لا کر اپنی دو نمبر اور تین نمبر چیزوں کو فروخت مت کرو۔ اپنے جلسوں اور جلوسوں میں خواتین کے ذریعے ڈرامے رچانا چاہتے ہیں۔ ہماری سوسائٹی کے لیے یہ شرم کی بات ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آج ہماری سوسائٹیوں میں بھی عورت اسی طرح برائے فروخت موجود ہے۔ یہ اس لبرل معاشرے کا نتیجہ ہے۔ سٹیٹس کو کا نتیجہ ہے کہ عورت کو عزت اور احترام سے محروم رکھا جا رہا ہے، جب کہ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو دوبارہ وہ مقام ملے جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے۔

آپ کے سامنے میں اختصار کے ساتھ بیان کروں گا کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ ہماری سوسائٹی میں خواتین کو وہ مقام اور مرتبہ ملے، مدینہ کے اسلامی معاشرے میں حضرت عائشہ کا جو مرتبہ و مقام تھا کہ حرم میں اس کا حصہ ہو اور سیاست میں بھی اس کا حصہ ہو۔ آپ دیکھیں جب یورپ میں خواتین کو ووٹ دینے کا تصور نہیں تھا۔ راشدہ صاحبہ، عروج صاحبہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں، ہمارے مدینہ میں عبدالرحمان بن عوف گلیوں اور کوچوں میں پھرتے تھے کہ نئے امیر کا انتخاب کرنا ہے۔ ایک ایک دروازے پر دستک دے کر بچوں سے بھی پوچھا، مردوں سے پوچھا اور خواتین سے بھی پوچھا کہ امیر المومنین کون آپ کو پسند ہے، جو مغرب آپ کو طعنہ دیتا ہے کہ اسلام خواتین کو حقوق نہیں دیتا، آپ اُن سے پوچھیے کہ جب آپ ریسرچ کر رہے تھے کہ ایک خاتون انسان بھی ہے یا نہیں، تو ہمارے مدینہ کی اسلامی ریاست میں 12000 احادیث عائشہؓ نے اس اُمت کو دی ہیں اور علما اس بات پر متفق ہیں کہ وہ علم جو حضرت عائشہ r کے ذریعے اس امت کو پہنچا ہے، اگر اس کو ایک طرف رکھا جائے تو انسان اندھا ہو جائے گا، ہماری لائبریریاں خالی ہو جائیں گی۔

اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹیوں کے ہاتھ میں قلم اور کتاب تھما دوں اور اگر اللہ رب العالمین نے ہمیں اور آپ کو حکومت دی تو ہمارا پہلا آرڈر ہو گا کہ پاکستان میں بچوں اور بچیوں کے لیے تعلیم لازمی اور مفت ہو گی، ان شاء اللہ! جب مفت تعلیم ہو اور پھر بھی کوئی باپ اپنی بچی کو نہیں پڑھائے گا تو پھر آپ اتفاق کریں کہ اس کو جیل جانا پڑے گا۔ اس لیے کہ علم آپ کا حق ہے، علم کے بغیر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ جماعت اسلامی الحمدللہ اس وقت بھی بچیوں کے لیے بہت سارے ادارے چلا رہی ہے۔ پاکستان میں جس دن کرپٹ اشرافیہ کی بجائے جمہور کی حکومت ہو گی، اسلامی حکومت ہو گی تو ہم علاج کو بھی مفت کریں گے خواتین کے لیے۔ آج میں بہنوں کے درمیان ہوں اس لیے آپ کی بات کرنا چاہوں گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس دن کی بات ہے کہ آپ کے لاہور میں ہماری ایک ماں اس لیے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کے آغوش میں چلی گئی کہ اس کو ہسپتال میں بیڈ نہیں ملا، کمرہ نہیں ملا، کیوں نہیں ملا؟ اس لیے کہ ڈاکٹروں نے ان کے کپڑوں سے اندازہ لگایا کہ یہ ایک عام خاتون ہے۔ اگر وہ کسی وی آئی پی گھرانے کی ہوتی تو ضرور اس کے لیے وی آئی پی کمرہ کھلتا لیکن وہ ایک غریب کی بیٹی تھی، غریب کی ماں تھی اور غریب کی بہن تھی، اس لیے مر گئی، لیکن اس کو ہمارے ہسپتال میں بیڈ نصیب نہیں ہوا۔ یہی ماں جو غربت کی وجہ سے مر گئی ہے یہ قیامت کے دن ہمارے حکمرانوں کے گریبانوں میں ہاتھ ڈالے گی کہ تمھارے کتے گوشت کھاتے تھے، تمھارے کتے شیمپو سے نہلائے جاتے تھے، لیکن تمھارے ہسپتال میں غریب کی ماں اور غریب کی بیٹی کو علاج میسر نہیں ہو سکا۔ اس لیے میرے پاکستان میں ان شاء اللہ غریبوں کے لیے علاج کی سہولت 100 فی صد مفت ہو گی۔

میں کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاکستان میں ہر بیوہ خاتون کو ہم بلاسود قرضہ دیں گے تا کہ وہ اپنے بچوں کی کفالت کر سکے اور تعلیم کا انتظام کر سکے۔ میرے پاکستان میں، آپ کے پاکستان میں، اسلامی پاکستان میں ہر 70 سال کی خاتون کو ہم بڑھاپا الاؤنس دیں گے تا کہ وہ معاشرے پر بوجھ نہ رہے اور اس طرح 70 سال کے مرد کو بھی ہم بڑھاپا الاؤنس دیں گے۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میرے پاکستان میں یہ نہیں ہو گا کہ ایک بیٹی کے بال اس لیے سفید ہو رہے ہیں کہ اس کے والد کے پاس جہیز کے پیسے نہیں ہیں۔ راشدہ باجی یہاں پر موجود ہیں، جماعت اسلامی خیبر پختونخوا کی

طرف سے وہ صوبائی اسمبلی کی ممبر ہیں۔ میں ان کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا میں جہیز کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے بل پیش کیا اور ساری اسمبلی نے ان کا ساتھ دیا۔ اب خیبر پختونخوا میں جہیز کی لعنت ختم ہے، ان شاء اللہ ہمارے اور آپ کے پاکستان میں یہ جہیز کا بوجھ والدین پر نہیں پڑے گا اور ہر غریب خاتون کی شادی کے اخراجات اگر والدین برداشت نہیں کر سکتے تو حکومت اس کی پابند ہوگی۔ حکومت اس کی ذمہ دار ہوگی، ان شاء اللہ عزت کے ساتھ اس کی شادی کے تمام اخراجات حکومت کرے گی۔ اس لیے کہ ہم ایک ویلفیئر پاکستان بنانا چاہتے ہیں۔

یہ تصور غلط ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہوگی تو بس سزائیں ہوں گی۔ میں ایک ایسا پاکستان دینا چاہتا ہوں جس میں کوئی غریب بھوکا نہ سوئے۔ جس میں کسی غریب کا بیٹا تعلیم سے محروم نہ رہے۔ بچی تعلیم سے محروم نہ رہے اور ہر پاکستانی کو شیلٹر ملے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ہمارے حکمران کئی کئی ایکڑ رقبے پر بڑی عالی شان کوٹھیوں اور محلات میں مغل شہزادوں کی طرح رہتے ہیں اور لاکھوں لوگ فٹ پاتھوں پر سوتے ہیں۔ میرے پاکستان میں ایسا نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ ہم خود بھی عام لوگوں کی طرح زندگی گزاریں گے اور عوام کو بھی نچلی سطح سے اوپر کی سطح پر محمود و ایاز کو ایک صف میں لانے کی کوشش کریں گے۔

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ ہمارے پاکستان میں اسلامی پاکستان میں تعلیمی اداروں میں بھی، ہسپتالوں میں بھی، ٹرانسپورٹ میں بھی آپ کے لیے علیحدہ کاؤنٹر اور علیحدہ انتظام ہوگا تاکہ آپ ہر تکلیف سے محفوظ رہیں۔ ہمارے پاکستان میں ایسے بینک قائم ہوں گے جو خواتین کو بلاسود قرضے دیں گے اور ہر خاتون کو اس کے مزاج اور صلاحیت کے مطابق اپنے گھر کے اندر کوئی نہ کوئی صنعتی یونٹ قائم کرنے کے لیے سہولت دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بہت اچھے وقت پر اس مجلس کا انعقاد کیا ہے۔ سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اور ان کی ساری ساتھی مبارکباد کی مستحق ہیں۔ آج پاکستان کو امریکہ کی طرف دیکھنے کی بجائے مکہ مکرمہ کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آج پاکستان کو اوباما اور ٹرمپ کے پیچھے چلنے کی بجائے نبی مہربان ﷺ کی قیادت میں چلنے کی ضرورت ہے۔ آج پاکستان کو قرآن کی روشنی میں اپنے ملک کو منور کرنے کی ضرورت ہے، لہٰذا میں ایسا پاکستان چاہتا ہوں کہ ہمارے چیف جسٹس کے ہاتھ میں قرآنِ کریم نظر آئے۔ میں ایک ایسا پاکستان چاہتا ہوں کہ نماز کے وقت اگر عمرؓ امامت کرا سکتے ہیں، ابوبکرؓ امامت کرا سکتے ہیں تو ہمارا آج کا وزیراعظم بھی اذان دے سکے، امامت کر سکے، قیادت کر سکے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو حکمران امامت نہیں کر سکتا، اس کو وزارت اور صدارت بھی نہیں کرنی چاہیے۔ مسلمانوں کا امام وہی ہوگا جو ممبر و محراب میں بھی نظر آئے گا اور اقوام متحدہ میں بھی ایک اچھے قائد کی طرح نظر آئے گا۔

میرے ملک کو دیانت داری کی ضرورت ہے، لیکن دیانت داری کا نظام اس وقت قائم ہوگا جب آپ کی قیادت دیانت دار ہو، آپ کو فخر کرنا چاہیے کہ آپ کی سپریم کورٹ نے میرے بارے میں نہیں، میری جماعت کے بارے میں کہا ہے کہ اگر 63،62 پر عمل درآمد ہو جائے تو صرف اور صرف جماعت اسلامی کا امیر بچے گا۔ میرے لیے اس سے بڑا نشانِ حیدر نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت بڑا تمغہ ہے جو صرف میرے لیے نہیں، میرے ہر اس کارکن

کے لیے ہے جو اسلامی انقلاب اور اسلامی نظام کے لیے کوشش کرتا ہے۔ اس لیے میں بہت اعتماد کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے لیے اور ہمارے لیے رول ماڈل ہالی وڈ اور بالی وڈ کے اداکار اور فن کار نہیں ہیں، ہمارے لیے اگر رول ماڈل ہیں تو صرف اور صرف حضرت فاطمہؓ کی ذات ہے جو نبی مہربان ﷺ کی بیٹی ہیں اور ان کی چادر، چادرِ بتول، ہماری ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کے لیے سب سے بڑا سرمایہ ہے۔

میں آج کی مجلس میں مناسب سمجھتا ہوں اور آپ کی اس تجویز سے 100 فی صد اتفاق کرتا ہوں کہ جو خواتین پر تشدد کرتا ہے، اس مرد سے زیادہ کوئی بزدل نہیں ہے اور بزدل کو ایسی سزا دینی چاہیے کہ وہ نشانِ عبرت بن جائے، لیکن یہ کام اسلامی حکومت ہی میں ہوسکتا ہے۔ میں اسمبلیوں میں بھی دیکھتا ہوں کہ جو خواتین بیٹھی ہیں، وہ بھی کسی خاص کلاس کی نمائندگی کرتی ہیں، وہ پاکستان کی خواتین کی نمائندگی نہیں کرتیں۔ جو خواتین اس وقت موجود ہیں وہ پارٹی لیڈر کے لیے تو کام کرتی ہیں، لیکن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کہا ہے، اس پر توجہ نہیں ہے، اصل کام تو وہی ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے خواتین کو جو حق دیا ہے اس حق کے لیے وہ قومی اسمبلی اور سینٹ میں آواز اٹھائے۔

آخری بات یہ کہ اگر اسلامی حکومت قائم ہوگی تو ہم وراثت میں خواتین کو سوفی صد حق دیں گے اور یہ کوئی احسان نہیں ہے، آپ کا حق ہے۔ میں نے الیکشن کمیشن سے کہا ہے کہ آیندہ الیکشن میں صرف ان لوگوں کو امیدوار نامزد کیا جائے جو اپنی بہن سے سرٹیفکیٹ لے کر کمیشن کو دے کہ میرے بھائی نے مجھے وراثت میں حق دیا ہے۔ جو آدمی اپنی بہن کو حق نہیں دے سکتا، اپنی ماں کو حق نہیں دیتا وہ قوم کو کیا حق دے گا۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ جو اپنی ماں اور بہن کو دھوکہ دیتا ہے اس کو امیدوار بننے کا کوئی حق نہیں ہے اور آپ دیکھیں گے کہ الیکشن کمیشن نے میری اس Proposal پر عمل کیا تو یہ بڑی بڑی جاگیریں تقسیم ہوجائیں گی۔ بڑی بڑی ملز تقسیم ہوجائیں گی اور یہ کارخانے تقسیم ہوجائیں گے اور یہ پراپرٹی تقسیم ہوجائے گی، بڑے بینک اکاؤنٹ تقسیم ہوجائیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ معاشرے میں ایک انقلاب آئے گا، اس لیے میں حلقہ خواتین کے ساتھ ہوں، ان کے ایجنڈے کے ساتھ ہوں اور آج جن خواتین اور بہنوں نے اس پروگرام میں شرکت کی ہے، میں ایک مخلص بھائی کی حیثیت سے آپ سے وعدہ کروں گا کہ اِن شاءاللہ اس ملک میں اسلامی حکومت جب قائم ہوگی تو یہ ایک ویلفیئر اسلامی حکومت ہوگی۔ یہ خواتین کا احترام کرنے والی حکومت ہوگی۔ یہ آپ کے ہاتھوں میں قلم اور کتاب تھما دینے والی حکومت ہوگی۔ یہ آپ کی وراثت میں آپ کا حق دینے والی حکومت ہوگی، یہ آپ کے مسائل حل کرنے والی حکومت ہوگی، یہ آپ کا حق آپ کے دروازوں پر پہنچانے والی حکومت ہوگی اور یہ حق جب آپ کو ملے گا تو آپ دنیا بھر میں خواتین کو بتاسکیں گی کہ اسلام ہی وہ دین اور وہ نظام ہے جس نے ہمیں یہاں عزت دی ہے اور جو آخرت میں ہمارے لیے جنت کی ضمانت ہے۔ رسول اللہ کے ہاتھوں سے جامِ کوثر لینے کی ضمانت ہے۔ شفاعت کی ضمانت ہے۔

میں اس درخواست کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا کہ مجھے علم ہوا ہے کہ یہاں اس فورم میں بہت سی خواتین ایسی ہیں جو پہلی بار ہمارے پروگرام میں شریک ہوئی ہیں۔ میں اُن سب سے درخواست کروں گا کہ آپ کا تعلق جس جماعت سے تھا یا ہے وہ اپنی جگہ پر لیکن اس ملک میں اسلامی نظام کے

لیے، ایک ویلفیئر اسلامی ریاست کے قیام کے لیے، استحصالی معاشرے کے خاتمے کے لیے اور احتساب پر مبنی معاشرے کے قیام کے لیے آپ ہمارے ساتھ تعاون جاری رکھیں۔ وکلا برادری سے مسز جسٹس اسلم صاحبہ تشریف لائی ہیں، ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میڈیا سے محترمہ فاخرہ تحریم صاحبہ اور رفیعہ فاطمہ صاحبہ تشریف لائی ہیں ان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس طرح محترمہ فرحت اقبال حسین صاحبہ تشریف لائی ہیں۔ محترمہ زرافشاں فرحین صاحبہ اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں تشریف لائی ہیں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ میری استانی اور میری بہت ہی محترمہ پنجاب یونی ورسٹی میں جنھوں نے مجھے پڑھایا ہے، جن سے ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے وہ بھی تشریف لائی ہیں۔ احترام کی وجہ سے میں ان کا نام نہیں لے رہا۔ میں ان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں صدرالدین ہاشوانی صاحب کا جنھوں نے اس پروگرام کے انعقاد میں سہولت دی ہے۔ اللہ رب العالمین آپ سب بہنوں کو دنیا میں عزت اور آخرت میں جنت سے نوازے۔ وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین!

دوسرا سیشن

محترمہ ڈاکٹر ممتاز اختر

محترمہ صدر مجالس محترمہ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اور میری معزز اور عزیز بہنو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اس سے پہلے کہ میں عورت، اختیار اور معاشرے کے موضوع پر بات کروں، سب سے پہلے میں امیر جماعت اسلامی پاکستان محترم جناب سراج الحق کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ انھوں نے مجھے بہت عزت بخشی۔ میں ہمیشہ اپنے سٹوڈنٹس سے یہ کہا کرتی ہوں کہ دنیا میں دو ہستیاں ہی ایسی ہوتی ہیں جو Jealous نہیں ہوتیں بلکہ فخر محسوس کرتی ہیں، ایک ماں باپ اور ایک استاد۔ جب شاگرد کسی اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے تو استاد یہ کہتا ہے کہ یہ میرا شاگرد ہے اور جب بچہ کسی اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے تو ماں باپ کہتے ہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے تو آج میں فخر سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ وہ میرا شاگرد ہے۔ یہ عظیم انسان جس کو میں نے پڑھایا۔ یہ اس وقت بھی بہت تابعدار تھا، بہت محنتی تھا اور میرا سر فخر سے بلند ہے کہ میں نے جتنی جاب کی، جتنا پڑھایا، ان کی اس عزت افزائی سے آج مجھے اس سب کا صلہ مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے شاگرد کو میرے بیٹے کو اور ترقی دے۔ زندگی کے ہر امتحان میں، دین و دنیا میں کامیاب و کامران کرے۔

بہت عرصہ گزرا، ایک یہودی نے اسلام پر ریسرچ کی اور وہ ریسرچ کرنے پاکستان آیا۔ ریسرچ کے بعد جب وہ اپنے ملک واپس گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ آپ نے ریسرچ کے بعد کیا نوٹ کیا تو اس یہودی نے جواب دیا کہ میں بہت سارے لوگوں سے ملا، چار سال میں نے ریسرچ کی اور میں اس

نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ قوم اپنے رسول سے بہت محبت کرتی ہے۔ان کے بارے میں گستاخی تو کیا احترام میں کمی پر بھی مرنے مارنے پر تیار ہو جاتی ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ نے اسلام کو ختم کرنا ہے تو ان کے دلوں سے رسول کی محبت کو ختم کر دیں۔

عورت کے اختیار کا جہاں تک تعلق ہے میں کہتی ہوں کہ خواتین دنیا میں سب سے زیادہ بااختیار ہیں مگر کچھ حدود ہیں۔ میں یہ دیکھتی ہوں کہ گھر میں عورت کا کتنا اختیار ہوتا ہے۔ ماں کی مرضی کے بغیر بیٹا کوئی کام کر سکتا ہے؟ جتنا ماں کو اختیار ہوتا ہے اتنا باپ کو نہیں ہوتا، تو سوچیں کہ ہم کتنے بااختیار ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنا اختیار دیا ہے اس پر جتنا ہم فخر کر سکیں کم ہے، لیکن ہمیں اپنے اختیار کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر بچوں کی پرورش ہمارا اختیار ہے تو ہمیں بچوں کی پرورش صحیح معنوں میں کرنی چاہیے، صحیح اسلامی اصولوں پر کرنی چاہیے اور اگر اللہ نے گھر کا اختیار ہمیں دیا ہے تو اپنے گھر کو اسلام کا گہوارہ بنانا چاہیے۔ ہمارے اختیارات بہت ہیں بس تھوڑی سی Limits ہیں۔ اگر ہم اسلام پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہم سے زیادہ بااختیار کوئی نہیں۔

محترمہ شہناز لغاری

یہ وطن اللہ تعالیٰ کے احکامات کے لیے حاصل کیا گیا تھا مگر 70 سال گزرنے کے باوجود ہم اللہ سے کیا ہوا وعدہ نہ نبھا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کا قانون نافذ کریں۔ خواتین کا سب سے بڑا حق چادر اور چار دیواری ہے۔ ہمیں پہلے اس کا تحفظ چاہیے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک تحفہ دیا ہے اور یہ ہماری پہچان ہے۔ افسوس کہ ہم اس تحفے سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اپنی حفاظت کو ختم کرتے جا رہے ہیں، اس کی فکر ہے کہ کوئی کیا کہے گا، یہ نہیں سوچتے کہ ہمارا رب کیا کہے گا جس نے ہمیں یہ تحفہ دیا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہمیں جو حاصل ہے آزاد وطن کی وجہ سے ہے۔ اگر خدانخواستہ ہم محکوم ہوتے تو ہمیں یہ چیزیں حاصل نہ ہوتیں۔ اپنے وطن کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی چادر کی بھی حفاظت کرنی چاہیے۔

ابھی امیر جماعت محترم نے فرمایا تھا کہ تعلیم فری ہونی چاہیے، اس کا انتظام تھوڑا سا ہم خود بھی کر سکتے ہیں کہ جو بچے سکول نہیں جاتے، گلیوں میں کاغذ وغیرہ چنتے پھرتے ہیں، ادھر اُدھر پھر رہے ہیں، ہم ان کو اور کچھ نہیں تو کچھ نہ کچھ لکھنا پڑھنا سکھا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں میں نے اپنا ایک گھر Donate کیا ہے۔ سلائی سنٹر بھی بنایا ہے۔ کمپیوٹر سنٹر قائم کیا ہے کہ بچیاں لوگوں کے گھروں میں کام کرنے کی بجائے ہنر سیکھ لیں۔ اگر ہم قطرہ قطرہ اکٹھا کریں تو میرا خیال ہے کہ یہ قوم غربت سے بھی نکل سکتی ہے اور لکھنا پڑھنا بھی سیکھ جائے گی۔ شکریہ!

محترمہ ڈاکٹر امۃ اللہ زری

میں تین چار بنیادی باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی۔ میڈیکل کالجز میں ساٹھ فی صد سے زیادہ لڑکیاں ہوتی ہیں، تقریباً 70 فی صد اور چالیس فی صد یا اس سے کم لڑکے ہیں۔ ہر سال اتنی بچیاں ڈاکٹرز بنتی ہیں۔ Empowerment تب ہوگی جب ان ڈاکٹرز کے لیے Save ماحول فراہم ہو گا۔ ہماری گورنمنٹ، ہماری سوسائٹی، سب کی ذمہ داری ہے کہ بچیاں بھی دور دراز کے علاقوں میں Appoint ہو رہی ہیں مگر وہاں کے جو حالات ہوتے ہیں، سیفٹی کے لحاظ سے وہ ایک ایشو ہے۔ اس ماحول میں میڈیکل گریجوایٹ بننے کے بعد وہ ہلکا پھلکا کوئی کام کرے، فیملی فزیشن بنے یا کوئی

لائٹ سی پریکٹس کرتی رہی اور اپنا جاب جاری رکھے، کیونکہ جب لڑکی کی عمر 25 سال سے 35 سال کی ہو جاتی ہے۔ 25 سے 35 سال میں اس کو انٹرشپ بھی کرنی ہوتی ہے۔ پوسٹ گریجویشن بھی کرنی ہوتی ہے۔ شادی بھی کرنی ہے۔ بچے پیدا کرنے کی ایج بھی یہی ہے تو ہمیں اپنی ڈاکٹرز کو، اپنی ٹیچرز کو بہت سی سہولیات فراہم کرنی ہوں گی۔ Public Institutions اور Private Institutions جہاں خاصی تعداد خواتین کی ہے وہاں Day Care Center بھی ہونے چاہییں۔

اسی حوالے سے ابھی بات ہو رہی تھی، میری ایک بہن کہنے لگیں کہ بچے کم اچھے یا زیادہ اچھے، تو اس حوالے سے میں آپ کو بتا دوں۔ کم بچے پیدا کرنے والی ماؤں میں 4 قسم کے کینسرز پیدا ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ کم بچوں والی عورتیں ان کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ اسی طرح سائیکالوجسٹ بھی بتا سکتے ہیں اور ہماری بھی Observations ہے کہ زیادہ بچے پیدا کرنے والی ماؤں کے بچے معاشرے کے اچھے فرد بنتے ہیں۔ ابھی یہاں بیٹھی ہوئی خواتین اپنے بہن بھائیوں کے بارے میں سوچ لیں یا اپنے چچا تایا یا ماموں، خالہ، پھوپھی کے بارے میں سوچیں کہ وہ کتنے بہن بھائی تھے اور کون سا بہن بھائی ہے جو کمزور رہ گیا ہے۔ جو پڑھ نہیں سکا ہے اور جو معاشرے کا اچھا شہری نہیں بن سکا۔ شیئرنگ کی عادت، برداشت کا مادہ پیدا کریں۔ معاشرے میں کس طرح چلنا ہے اور مل جل کر کیسے رہنا ہے۔ 1986ء سے میں پریکٹس کر رہی ہوں۔ 1990ء سے میڈیکل کالجز میں پڑھا رہی ہوں۔ الحمدللہ کئی ہزار سٹوڈنٹس میرے ہاتھ سے نکل چکے ہوں گے۔ Observation تو یہی ہے کہ زیادہ بچے کوئی نقصان نہیں ہے۔ ہمارا جسم اللہ کی ملکیت ہے۔ ابارشن نہ کروائیں۔ جن ملکوں میں کم بچے پیدا کرنے کا رواج ہے وہاں اب لالے پڑے ہوئے ہیں۔ قدرت کے اصولوں کے خلاف جو چلتا ہے، نقصان تو ہوتا ہے۔

بدقسمتی سے ہماری پڑھی لکھی خواتین کو بھی ان حقوق کا علم نہیں ہے جو حقوق ہمیں اسلام نے دیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے جو باتیں ہمیں پتا چلی ہیں وہ سارے حقوق اگر ہمیں مل جائیں تو وہ دنیا کے کسی بھی معاشرے کے حقوق سے زیادہ ہیں۔ پانچ قواعد و مقاصد شریعہ ہیں، ان پانچوں میں عورت اسی طرح برابر ہے جیسے مرد بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب قرآنِ کریم میں خطاب کیا تو والطیبت للطیبین اور جہاں جزا یا سزا کی بات ہے وہاں مرد اور عورت برابر ہیں۔ جو چیزیں نزاع کا باعث بنتی ہیں وہ ہے وراثت اور گواہی۔ آپ سمجھ لیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت ہے اور اس میں بے تحاشا حکمت ہے۔ عورت کو کہاں کہاں سے حصہ نہیں ملتا۔ اس کو خاوند کی طرف سے مہر ملتا ہے، وراثت ملتی ہے اس میں بچوں کی کفالت کی شرعی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر وہ خرچ کرتی ہے تو وہ صدقہ ہے۔ اس سے زیادہ کیا چاہیے کہ آپ اپنی خوشی سے خرچ کر رہی ہیں، اور آپ کو ثواب بھی مل رہا ہے۔

محترمہ عابدہ فرحین

عورت کے حقوق کے لیے تو یہاں کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ میں بس ایک پوائنٹ کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گی کہ مغرب میں اور ہمارے ہاں بھی ایک مقولہ مشہور ہے کہ عورت، عورت کی دشمن ہوتی ہے تو اس کو غلط ثابت کرنے کے لیے بھی ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ میری ایک صحافی دوست ہیں، ان سے

میں نے کہا کہ بتاؤ کہ یہ جو مقولہ اور مفروضہ ہے کہ عورت عورت کی دشمن ہوتی ہے، کس حد تک صحیح ہے تو اس نے کہا یہ مفروضہ نہیں ہے، حقیقت ہے۔

میں تو بس یہ کہوں گی کہ جو خواتین بھی یہاں پر ہیں وہ آج سے یہ عہد کریں کہ ہم جس معاشرے میں رہتی ہیں یا کسی ادارے میں کام کرتی ہیں تو ہم آج ضرور یہ طے کر کے اٹھیں کہ ہمیں اپنی ساتھیوں کو سپورٹ کرنا ہے۔ اس کا ہاتھ تھام کر اس کو راستہ دینا ہے اور آج کے بعد ہمارے بارے میں یہ بات غلط ثابت ہو جائے کہ عورت، عورت کی دشمن ہوتی ہے۔ جزاک اللہ!

محترمہ عطیہ نثار

میں اپنی تمام ساتھیوں کی تہ دل سے مشکور ہوں جنھوں نے اس خوب صورت محفل کا اہتمام کیا۔ آج کا عنوان ہے ''عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ'' یہ بات حقیقت ہے کہ کوئی بھی کامیابی حاصل کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی اختیار چاہیے۔ اللہ رب العالمین نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی اختیار دیے ہیں۔ چاہے وہ مذہبی نوعیت کے ہوں، معاشی یا معاشرتی میدان کے اختیار ہوں۔ و لھن مثل الذی علیھن بالمعروف عورتوں کے بھی معروف طریقوں سے ویسے ہی حقوق ہیں جیسا کہ مردوں کے ہیں اور یہ حقوق کسی بھی عورت کو زندگی میں کامیاب ہونے کے لیے کافی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان حقوق کو حاصل کرنے کے لیے ساری عورتیں مل کر جدوجہد کریں۔ کوئی بھی فورم، کوئی بھی گروپ، کوئی بھی این جی او جوان کے حقوق کے لیے یا ان اختیارات کے لیے آواز اٹھائے گی ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ اس کے ساتھ تعاون بھی کریں گے اور ممکن مدد بھی کریں گے۔ اس اختیار کو جو لوگ رد کر رہے ہیں چاہے وہ پاکستانی معاشرہ ہو، چاہے ہمارے غلط رسم و رواج ہوں جیسے وَنی، سورا، ولور، وٹہ سٹہ، قتل غیرت یا قرآن پاک سے شادی۔ ہمیں دکھانا ہوگا لوگوں کو بتانا ہوگا کہ یہ اسلام کا چہرہ نہیں ہے، یہ اسلام کے نام پر غلط رسم و رواج ہیں۔ ربِ کائنات نے انسان کو، عورت کو جو اختیارات دیے ہیں، اس کے بعد بھی مزید اختیارات کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

یورپین معاشرہ، امریکی معاشرہ یا اس طرح کے دوسرے ممالک جس نے عورت کو ہر قسم کا اختیار دے رکھا ہے، وہاں کی صورت حال یہ ہے کہ امریکہ میں ہر 15 سیکنڈ میں ایک عورت تشدد کا شکار ہو رہی ہے۔ ہر دو منٹ پر ایک عورت ریپ ہو رہی ہے۔ اسی طرح 16 سے 44 سالہ عمر کی خواتین تقریباً چالیس ہزار خواتین ایک سال کے اندر گھر والوں کے تشدد کے باعث ہلاک یا معذوری کا شکار ہو جاتی ہیں۔

یہ تو ہے دوسری دنیا کی بات، ہم اپنی دنیا کی بات کرتے ہیں جس پاکستان میں ہم رہتے ہیں اور جس سندھ سے میں آئی ہوں، وہاں اس وقت سینٹ کے اندر 19 خواتین موجود ہیں۔ اس طرح صوبائی اسمبلی میں تیس خواتین موجود ہیں، قومی اسمبلی کے اندر بھی ایک کثیر تعداد خواتین کی موجود ہے۔ گذشتہ تین مہینے کی رپورٹ یہ ہے کہ 534 خواتین تشدد کا شکار ہوئی ہیں۔ جس میں قتل سے لے کر اغوا شامل ہے۔ اسی طرح 45 فی صد بچے بھی شکار ہوئے ہیں۔ خودکشی کرنے والوں کا تناسب زیادہ بڑھ رہا ہے۔ ایک خطرناک بات یہ ہے کہ اب بچوں کے اندر بھی خودکشی کا تناسب عورتوں کے برابر پہنچ گیا ہے۔

بات میں یہ کرنا چاہ رہی ہوں کہ مالی اختیار دینے سے عورت کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ عورت کو آپ نے پڑھا دیا ہے۔ عورت کو آپ نے ہنر سکھا دیا لیکن واسطہ تو پھر اس کا ایک ان پڑھ آدمی سے پڑے گا تو پھر اس کو وہ حقوق کیسے ملیں گے اور عملی شکل یہ ہے کہ گاؤں گوٹھوں میں چلے جایئے وہاں پر جو سکول ہیں وہ بچیوں کے سکول ہیں، لڑکیاں جا رہی ہیں جوق در جوق اور جو لڑکوں کے سکول ہیں اور کالج ہیں، وہ خالی پڑے ہوئے ہیں۔ لاڑکانہ میں کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے ہم نے ایسا ہی ایک پروگرام کیا اور آنے والی شرکا ہماری خواتین تھیں جو بسوں کے ذریعے وہاں پہنچیں، جوق در جوق عورتیں موجود تھیں مگر اکثر کے پاؤں میں چپل نہیں تھیں جبکہ وہ دو دو تین تین گھنٹے کا سفر کر کے لاڑکانہ پہنچی تھیں۔ میں نے ان میں سے کسی سے پوچھا کہ آپ کو اپنے حقوق چاہییں؟ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اپنے حقوق دلوائیں، آپ ہمارا ساتھ دیں گی۔ اس عورت نے مجھے جو جواب دیا وہ پتھر کی لکیر کی طرح میرے دل پر نقش ہے۔ کہنے لگی ہمارے مردوں کو تو پہلے حق دلا دو، وہ وڈیرے سے پٹ کر آتا ہے تو ہم کو مارے گا نہیں تو کیا کرے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ معاشرے میں عدل قائم ہو۔ بے نظیر صاحبہ کی حکومت ایک خاتون کی حکومت تھی۔ ابھی بھی سندھ اسمبلی کی ڈپٹی سپیکر خاتون ہیں، لیکن سندھ کے لوگ جانوروں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ انھیں شاید اب اس کا احساس نہیں رہا۔ دین ان کو نہیں آتا، انھیں پاکی کا مطلب نہیں معلوم، ان کو اس بات کا احساس نہیں ہے کہ وہ انسانوں کی نہیں جانوروں کی زندگی گزار رہے ہیں۔

اس فورم کی یہ ذمہ داری ہے اور ہم اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم کوشش کرتے ہیں کہ گاؤں، گوٹھوں میں ان کو انسانیت سکھائیں، انھیں بتائیں کہ تم جانور نہیں ہو، انسان ہو۔

آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ جس طرح ہم ان عورتوں کو دیکھتے ہیں کینسر کی آخری سٹیج پر ہیں، ہیپاٹائٹس کے آخری سٹیج پر ہیں، لیکن باقی علاج تو دور کی بات اُن کے پاس درد کی دوا بھی نہیں، دو دو ہزار ووٹوں پر ایک ایم پی اے کی سیٹیں مقرر ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ بس ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو انسان بنائیں، فورم سے درخواست ہے کہ ہماری مدد کرے تاکہ ہم سب مل کر اپنی عورتوں کو وہ حق دلا سکیں جو ربِ کائنات نے انھیں دیے ہیں اور ان باتوں سے دور رکھیں جن سے رب کائنات نے منع کیا ہے۔

ایک جملہ کہہ کر میں اجازت چاہوں گی۔ میں نے کئی دن اس بات پر ریسرچ کی کہ جو خواتین ملازمت کرتی ہیں، ذرا معلوم تو کریں اُن کے کیا حالات ہیں۔ جب میں نے اُن سے پوچھا اور معلوم کیا کہ کیا اُن کی صحت دوسری خواتین کے مقابلے میں زیادہ اچھی ہے، نہیں میں جواب ملا۔ پھر معلوم کیا کہ وہ خوش زیادہ ہیں، خوش بھی نہیں تھیں، ہم نے پوچھا کہ اُن کے معاشی حالات کچھ بہتر ہیں عام عورت کے مقابلے میں تو اس کا جواب بھی نفی میں، اس کو سکون بھی نہیں تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے عورت کو گھر سے باہر قدم رکھنے پر آمادہ کیا۔

میری بہنو! عورت کا مسئلہ اس کا اضافی اختیار نہیں ہے۔ پٹرول پمپ پر کھڑے ہو کر پٹرول ڈالنا عورت کا اختیار نہیں ہے، ظلم ہے، عورت کو اختیار دلایا جائے مگر وہ، جو اس کے حق میں بہتر ہو۔ جزاک اللہ!

محترمہ فائقہ سلمان

میں یہاں دو پوائنٹس پر مختصر بات کروں گی۔ایک ہمارے معاشرے میں ہندوانہ خاندانی نظام اور جہیز۔ جہاں تک جہیز کا تعلق ہے ہم سب اپنے معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ جہیز کی لعنت سے لوگوں کے گھر تک بک جاتے ہیں۔ بیٹوں کی تعلیم ادھوری رہ جاتی ہے،خود بچیوں کی تعلیم بھی اسی وجہ سے مکمل نہیں ہو پاتی۔

دوسرا ہمارا خاندانی نظام ہے جو صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔خاندان میں اگر 15،16 افراد ہیں،ان کے ساتھ رہنا خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔نیتجتاً عورت گھر میں خوش نہیں ہوتی اور مسائل کا ایک پہاڑ کھڑا ہو جاتا ہے۔unhappy mother can not be a good mother میرا نہیں خیال کہ اسلام کا اس سے کوئی تعلق ہے،اسلام میں تو پردہ دیور سے بھی ہے اور جیٹھ سے بھی۔جب بچی چاہتی ہے کہ اُسے الگ کر دیا جائے تو اسے الگ نہیں کیا جاتا۔اسی خاندانی نظام سے Related باقی رواج ہیں۔جس طرح مغربی رسموں کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے،اس کے خلاف بھی بات ہونی چاہیے،یہ ہندوانہ نظام ہے جو ہماری جڑوں میں بیٹھا ہوا ہے۔

محترمہ عائشہ جہانزیب

بہت بڑا فورم ہے جس کے لیے آپ سب یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔مرد حضرات جو ہماری گاڑی کا دوسرا پہیہ ہیں،عورتیں اگر مرد کے شانہ بشانہ نہیں چلیں گی تو آپ کا معاشرہ،آپ کا سوشل سسٹم نہیں چلے گا۔آج کی عورت جو اس معاشرے میں Exist کر رہی ہے،تقریباً 50 فی صد سے زیادہ ہیں، لیکن جب ہمارے مسائل کو حل کرنے کی بات آتی ہے،جب ہماری پرابلمز کو دیکھنے کی بات آتی ہے تو ہم خود اس میں پارٹی بن جاتی ہیں۔عورت ایک گھر کا،ایک معاشرے کا بنیادی ستون ہے کیونکہ عورت سے ہی آپ کی اولاد ہے،اسی سے آپ کا گھر ہے۔اسی سے معاشرے میں ایک توازن نظر آتا ہے۔Women Empowerment بظاہر ایک فارن ایجنڈا لگتا ہے کہ یہ کوئی باہر کا Conccpt ہے جو ہم پر مسلط کیا جا رہا ہے،ایسا بالکل نہیں ہے۔مرد اور عورت ایک معاشرے کے دو پہیے ہیں۔ایک پہیہ اگر Unbalance ہو جائے گا تو آپ کا معاشرہ نہیں چل پائے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مختلف پراجیکٹس شروع کیے ہیں۔میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایجوکیشن سب سے Important ہے۔ہماری بچیاں،جو آنے والی نسل ہے اس کی تعلیم نہیں ہے۔ہم ڈگریز تو دے رہے ہیں لیکن ہم انھیں تعلیم نہیں دے رہے۔ڈگری اور تعلیم میں بہت فرق ہے۔Skill نہیں دے رہے اور پھر بڑے شہروں میں بیٹھ کر ہم یہ بات کر سکتے ہیں،چھوٹے شہروں میں بہت ہی برے حالات ہیں۔جیسے ابھی ایک بہن نے کہا کہ وڈیرہ سسٹم ہے،اس میں مردوں کی یہ حالت ہے تو عورتوں کی کیا ہوگی۔مرد کی کوئی نہیں سنتا تو عورت کی کون سنے گا۔جب تک تعلیم نہیں دی جائے گی۔Educate ذہن سے کیا جاتا ہے،کتابیں چاٹ کر ایجوکیشن نہیں آتی۔ڈگریز تو بہت زیادہ ہیں،لوگ کر لیتے ہیں،لیکن میرا پوائنٹ پھر وہی ہے کہ آج کی عورت،آپ کی بیٹی،آپ کی بہن Empower تب تک نہیں ہو سکتی جب تک اس کے پاس Education نہیں ہے۔میں آپ کو اپنی

زندگی سے ایک چھوٹی سی مثال دیتی ہوں۔ جب تک میں ہاؤس وائف تھی، مجھے کوئی نہیں جانتا تھا، میں کسی سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی۔ میں خاموشی سے اپنے تین بچے پال رہی تھی۔ ماسٹر تو میں نے کیا ہوا تھا، ایم فل بھی کیا تھا۔ جب تک میں پڑھانے کے لیے آگے نہیں آئی، جب تک میں نے job نہیں کی، تب مجھے خود بھی اپنی Skill کا اندازہ نہیں ہوا۔ جب آپ کسی Field میں اترتے ہیں۔ کسی کو سکھاتے ہیں پڑھاتے ہیں، آپ خود بھی اس میں بہت کچھ سیکھ رہے ہوتے ہیں۔

ہمارے ملک میں دست کاری سب سے important چیز ہے جو وہ عورتیں بھی کرسکتی ہیں جو زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہیں، لیکن کیا ہم نے دست کاری کو ایک انڈسٹری بنایا ہے۔ آپ دیکھیں ایک آدمی کے اوپر پورے خاندان کا بوجھ ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ اس آدمی کی موت ہوجاتی ہے تو پورا خاندان ختم ہوجاتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ اس بیوہ عورت اور اس کے بچوں کو آگے لے کر چلنے والا نہیں، کیونکہ ہمارے معاشرے میں تنگ نظری ہے، وہ جو بچوں والی عورت ہے اس کے ساتھ شادی کون کرے گا؟ اس کا نان نفقہ کون چلائے گا؟ یہ سب سوال ہیں اور ہم سب اس معاشرے کے لوگ اس کے ذمہ دار ہیں۔

میں پھر یہی کہوں گا کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ چھوٹے چھوٹے جو آپ کے قصبے ہیں، دیہات ہیں وہاں پر جو Worked Skilled ہے، وہ خواتین جن کے ہاتھ میں ہنر ہے ان کو Skill دیں، ان کو Education دیں۔ ان کی مرضی کی Related چیزیں دیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ انھیں لون دیں تاکہ وہ اپنے بزنس Devlope کرسکیں۔ Empowerment یہ نہیں ہے کہ آپ کو ایک عورت بہت Strong Headed نظر آرہی ہے، وہ Empowerment نہیں ہے کیونکہ گھر جا کر بھی اس نے سارے کام خود کرنے ہیں۔ Empowerment عورت کو اندر سے Strong کرتی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عورتیں، بچیاں Strong ہوں تو ہم عورتوں کو، مردوں کو مل کر انھیں ایک Strong سسٹم دینا پڑے گا۔ انھیں ایک ایسا سپورٹ سسٹم دینا پڑے گا جس میں Survive کرسکیں۔ وہ کام بھی کرسکیں، گھر بھی سنبھال سکیں، بچے بھی دیکھ سکیں اور زندگی بھی گزار سکیں۔ بہت بہت شکریہ!

محترمہ روبینہ طارق

محترمہ دردانہ صدیقی صاحبہ سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان، دیگر ذمہ دارانِ جماعت اور مہمانانِ گرامی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

صبح سے ہم جو موضوع سن رہے ہیں ''عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ'' حقیقت یہ ہے کہ اس وقت جو مسائل اور عورت کی جو حیثیت ہمارے سامنے آرہی ہے پنجاب کی صورتِ حال بھی کوئی خاص اس سے مختلف نہیں ہے۔ یہاں کی عورت بھی اپنے حقوق کی تلاش میں اور اس کی جدوجہد میں عرصہ دراز سے کوشش کررہی ہے۔ جب ہم فیکس اور فگر دیکھتے ہیں تو بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ پاکستان بننے سے قبل اور بعد کے ہر دور کے اندر خواتین empowerment ہیں اپنی جگہ بنانے کے لیے کوشش کرتی رہیں اور خواتین سے چلنے والا یہ قافلہ اس وقت 22 فی صد تک پہنچ چکا ہے۔ پنجاب

میں خواتین کی بہت بڑی تعداد اس وقت قومی اسمبلی کے اندر بھی موجود ہے اور صوبائی اسمبلی کے اندر بھی۔62 فی صد کی تعداد میں یہ خواتین موجود ہیں، لیکن جس وقت ہم خواتین کے مسائل کو، ان کی حیثیت کو اور ان کے مقام کو دیکھتے ہیں تو 2008ء سے لے کر اس وقت تک کا جو Data دیکھا، اس میں اتنے زیادہ بلز اور مختلف چیزیں سامنے آتی ہیں کہ ان خواتین نے ایجوکیشن میں، ہیلتھ میں اور بہت سے دوسرے مسائل کے اندر بہت زیادہ کام کیا اور کوشش کی، لیکن جب پنجاب کا دیہی علاقہ جو کہ 67 فی صد ہے اس کے اوپر ہم نظر ڈالتے ہیں تو بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ یہ اتنی قانون سازی آخر کس کے لیے ہو رہی ہے۔خاتون کی حیثیت اور عورت کی صورتِ حال نہ پہلے ٹھیک تھی اور نہ اب ہو رہی ہے۔

جب ہم انسانی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم بڑے حیران ہوتے ہیں۔ پوری دنیا کی انسانی تاریخ میں اگر کوئی خاتون مطمئن ہوئی تو صرف وہ دور تھا جب مدینہ طیبہ میں اسلامی فلاحی ریاست قائم ہوئی اور جہاں عورت کو اپنی حیثیت کی شناخت ملی۔اس کے ساتھ عدل کا معاملہ ہوا، اس کو اپنی صلاحیت کے ساتھ معاشرے کے لیے مفید بنایا گیا۔اس کی صلاحیتوں کو چند مخصوص کاموں کے لیے مختص نہیں کیا گیا۔وہ جتنی کوشش کر سکتی تھی، ان صلاحیتوں کو استعمال کیا گیا، لیکن دوسری طرف اس کو مرد کا اور انسانیت کی تباہی کی آلہ کار بننے سے بھی روکا گیا۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ایک طرف تو ہم خواتین کے حقوق کی بات کرتے ہیں، لیکن دوسری طرف بہت ہی عجیب وغریب صورت ہوتی ہے کہ مرد خود ہی ان کو استعمال کرتے ہیں اور خود ہی پھر ان کا حل دیتے ہیں اور حل کے لیے بھی بعض اوقات یوں لگتا ہے کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ اصل مسئلے کو حل کرنا یا نیک نیتی سے اس کو لے کر چلنا ہے۔ ہم مسئلے کو حل کرنا ہی نہیں چاہ رہے ہوتے۔اس کی وجہ سے ہوتا یہ ہے کہ قانون سازی بھی ہو جاتی ہے، لیکن حالات کے اندر کوئی تبدیلی بظاہر ہمیں نظر نہیں آتی۔

پنجاب کے اندر بھی ہم اس وقت دیکھیں تو بظاہر تو آپ کو یہ صوبہ بہت پُرکشش نظر آئے گا۔انسانی اور مالی وسائل سے بھرپور اور سرسبز وشاداب نظر آئے گا، لیکن حقیقت میں اسے دیکھیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ دو کروڑ سے زیادہ خواتین اس وقت خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہیں اور وہ اپنی بنیادی ضروریات کے لیے بعض اوقات اس قدر عجیب وغریب کام کرنے پر آمادہ ہوتی ہیں جنھیں بیان کرنا بھی مشکل لگتا ہے۔

مجھے تو اس فورم پر یہ بات بہت اہم لگتی ہے کہ اللہ رب العزت نے ہم سب کو یہاں اکٹھا کیا، ہم سب کو بٹھایا تو ہم بھی نیک نیتی سے سوچیں کہ ہم نے خود اپنے لیے کیا کرنا ہے۔ہم ہر وقت معاشرے کو مردوں کو اور قانون کو دیکھتے ہیں، لیکن ہمیں اسلام نے جو نعمتیں عطا کی ہیں، ہم مل جل کر اُن نعمتوں کو حل کریں، ان حقوق کی تعلیم حاصل کریں، اپنی بیٹیوں کو سکھائیں، بچوں کو سکھائیں، ہم خود اپنے اختیارات کو استعمال کریں۔دوسرے معنوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں Save ماحول کی بہت سخت ضرورت ہے۔جتنی بہنیں یہاں موجود ہیں، ماشاء اللہ سب تعلیم یافتہ بھی ہیں باشعور بھی ہیں، ہمیں پتا ہے کہ مسائل کیا ہیں، کیسے پیدا ہوتے ہیں۔اگر ہم سب لوگ یہ کوشش کریں تو ہم خود پاکستان کے اندر اچھا معاشرہ ترتیب دے سکتے ہیں جس کے اندر عورت کے ساتھ ظلم کرنے والا نہ ہو، وہ خود جانتی ہو کہ ظلم کسے کہتے ہیں، جانتی ہو کہ مجھے کیسے استعمال کیا جا رہا ہے اور خود اپنی حفاظت کیسے کر سکتی ہوں اور یہی

حقیقت میں عورت کے ساتھ عدل ہے کہ تعاون کی ایک شکل بنادی جائے کہ مرد اور عورت باہم مل کر معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

محترمہ حمیرا طارق

میں سب بہنوں کو آرگنائزر ہونے کی حیثیت سے خوش آمدید بھی کہتی ہوں اور سب کا شکریہ بھی ادا کرتی ہوں۔ بس ایک دو جملے میں ضرور کہنا چاہوں گی۔ ایک تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ شاید اسلام عورت کو اختیار دینے یا سیاسی اور معاشرتی طور پر اس کا جو رول ہونا چاہیے، کے خلاف ہے، ایسا نہیں ہے، میں نے ایک ریسرچ آرٹیکل لکھا ہے، ایک مجلّے کے اندر، اس میں، میں نے تقریباً تمام مکاتب فکر کے علما کی رائے لکھی ہے۔ میں بہت اعتماد کے ساتھ آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پوری دنیا کے علمائے کرام اس بات کے اوپر متفق ہیں کہ آج کے اس دور کے اندر عورت کو معاشرتی لحاظ سے بھی اور سیاسی حوالے سے بھی اپنا رول ادا کرنا چاہیے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس کا رول اقدار کے ساتھ Match کرتا ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ عورت کو اللہ رب العزت نے جو اہلیت دی ہے اس کے مطابق وہ اپنا کردار ادا کرے اور اُسے وہ اختیار بھی دیا جائے کہ جس کے نتیجے میں معاشرے کے اندر اپنا کردار ادا کر سکے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس کو اختیار اس کے گھر کے اندر ملنا چاہیے۔ اس کی جو بھی حیثیت بنتی ہے وہاں وہ با اختیار ہو اور اس کے بعد وہ اپنے رول کے اندر با اختیار ہو۔ میں یہ بات ضرور کہنا چاہوں گی ہماری وہ خواتین جو اس وقت صوبائی اور قومی اسمبلیوں میں موجود ہیں وہ بھی یہ بات کہتی ہیں کہ ہمیں وہ اختیار نہیں ملتا جو کہ ہمیں وہاں ہونے کی وجہ سے ملنا چاہیے اور یہی وجہ ہے کہ ہماری ناظمہ صوبہ سندھ عطیہ بہن نے جو بات رکھی ہے کہ سندھ کی عورت کہ جہاں بے نظیر بھٹو صاحبہ دو مرتبہ وزیر اعظم رہیں، لیکن اس کے باوجود وہاں کی عورت آج بھی استحصال کا شکار ہے۔ اسی طرح بلوچستان کے اندر کا معاملہ ہو یا پنجاب کا، بات درحقیقت یہ ہے کہ عورت کو جب کسی جگہ پر لایا جائے تو اس کو وہاں پر اختیار بھی ہو اور اس کے ساتھ انصاف کا معاملہ بھی ہو، عدل کا معاملہ بھی ہو۔ پوری تاریخ اسلام یہ ثابت کرتی ہے کہ خواتین جس جگہ پر گئی ہیں، اسلام کی دی ہوئی حدود کے مطابق جب انھوں نے اپنا رول ادا کیا ہے تو بہترین ادا کیا اور وہی معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ اسلام women empowerment کے قطعاً خلاف نہیں ہے بلکہ جتنی قوت جتنا حق اور اختیار اسلام عورت کو دیتا ہے دنیا کا کوئی مذہب نہیں دیتا۔

آخر میں ایک بار پھر میں اپنی سب بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور اتنے صبر اور حوصلے کے ساتھ ہم سب کی بات سنی۔

بہت شکریہ!

محترمہ دردانہ صدیقی

(قیمہ جماعت اسلامی حلقہ خواتین)

میری بہت محترم عائشہ منور صاحبہ، خالہ جان بیگم قاضی صاحبہ، سمیحہ راحیل بہن، ڈاکٹر حمیرہ طارق بہن، راشدہ ظفر صاحبہ، رفعت عزیز صاحبہ، محترمہ مہتاب سراج صاحبہ اور تمام ہی محترم مہمانانِ گرامی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں اس قومی مشاورت میں آپ کی شرکت پر دل کی گہرائیوں سے آپ کو خوش آمدید بھی کہتی ہوں اور آپ کی شکرگزار بھی ہوں۔ اس حوالے سے بھی میں شکرگزار ہوں کہ آپ نے اپنی گوناں گوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر ہماری دعوت کو قبول کیا۔ اس مشاورت میں شرکت کی اور اس موضوع کے حوالے سے مل بیٹھ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

دراصل اس مشاورت کا مقصد ہی یہی تھا کہ ہم آپ سب کے خیالات سے آگاہ بھی ہوں، آپ کی محبتوں سے فیض یاب بھی ہوں اور آپ کی مشاورت اور رہنمائی سے استفادہ بھی کریں اور ہمیں آیندہ بھی آپ کی محبتوں مشوروں، آپ کی رہنمائی اور آپ کے تعاون کی ضرورت رہے گی اور اس کے لیے آپ ہمیشہ ہمیں اپنا ممنون پائیں گی۔

معزز بہنو! اپنی بات کا آغاز اللہ رب العالمین کے اس فرمان سے کرنا چاہوں گی۔ سورۃ النسا میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اسی سے اس کا جوڑ ا بنایا اور ان دونوں کے ملاپ سے دنیا میں مردوں اور عورتوں کو پھیلایا۔ اس اللہ سے ڈر جاؤ جس کا واسطہ دے کر ایک دوسرے سے اپنے حقوق طلب کرتے ہو اور رشتہ داری کا لحاظ رکھو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہر وقت تمھاری نگرانی کر رہا ہے۔“

درحقیقت عورت اور مرد نوع انسانی کے دو بنیادی جزو ہیں اور ہر ایک جزو دوسرے جزو کا لازمی حصہ ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ عورت کی حیثیت، اس کا کردار و عمل اور اس کی حیات بخش صلاحیتیں معاشرے کے عروج و زوال میں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ قدیم اور جدید دنیا کے مختلف معاشروں میں بنیادی خرابی اس امر سے پیدا ہوتی ہے کہ عورت مرد کے درمیان تخلیقی طور پر امتیاز رکھا گیا اور عورت کو ہمیشہ کمتر اور کم آہنگ سمجھا گیا جبکہ مرد برتر اور اہم حیثیت کا حامل رہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ قبل از اسلام عورت کو اس کے بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم رکھا گیا۔ کبھی اسے زندہ درگور کر دیا جاتا اور کبھی وہ بھیڑ بکری کی مانند فروخت کر دی جاتی، وہ ہر حال میں اپنے معاشرے کے مردوں کے تابع رہی اور اس کی زندگی مرد کے اشاروں پر منحصر تھی۔

قدیم زمانے کی ہی بات نہیں بلکہ اگر حقیقتاً ہم اپنا جائزہ لیں اپنے معاشرے کا جائزہ لیں کہ ہم جو اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور وہ اسلام جس میں نبی آخر الزماں ﷺ نے ماں کو تین درجے اہمیت دی، عزت دی، empowerment دی باپ کے مقابلے میں، اسی اسلام سے وابستگی کے باوجود آج ہمارے اندر بیٹے کی آمد پر جتنی خوشی منائی جاتی ہے کیا بیٹی کی آمد پر اتنی خوشی منائی جاتی ہے؟

یہ حقیقت بھی میں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گی کہ ان سارے احوال کی درستگی کے لیے کسی بھی طرح کی تعظیم سے محروم عورت کو جس دین کے دامن میں آ کر پناہ ملی وہ اسلام تھا اور اس کی سسکتی روح پر جس نے مرہم رکھا وہ ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ رحمۃ للعالمین کی ذات تھی۔ آپ ﷺ کی

تعلیمات ہی نے واضح کیا کہ مرد عورت دونوں ہی جنس انسانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ دونوں اللہ کی عبدیت کے مقام پر یکساں فائز ہیں اور عمل صالح یکساں ضروری ہیں۔ دونوں کی حیات کے لیے معاشرت وتمدن کا نظام برابر کا محتاج ہے۔ دونوں قانون کی نگاہ میں برابر ہیں۔ دونوں کے جسم چند مادی اجزا سے بنے ہیں۔ دونوں کے اندر اللہ نے اپنی روح ودیعت کی ہے۔ دونوں کی نفسیات ایک سی اہمیت رکھتی ہیں۔ دونوں کے اندر جذبات مساوی طور پر لہریں لیتے ہیں اور دونوں کو اپنے رب کے سامنے ایک ہی طرح کی جواب دہی کرنی ہے۔

اسلام میں عورت کو حکم دینے والا مرد اور مرد کو حکم دینے والی عورت نہیں بلکہ دونوں کے لیے حقوق اور فرائض کا تعین کرنے والی ذات اللہ رب العزت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں محض جنسی فضیلت بنیاد نہیں، محض جنس کی بنا پر کسی کو برتر یا کمتر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہاں برتر وہ ہے جو تقویٰ میں برتر ہو۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ عجیب دور ہے کہ ہر کوئی صرف اپنے حقوق کا قصہ چھیڑتا ہے اور فرائض کا نام نہیں لیتا۔ اسی چیز نے بے شمار مشکلات ساری دنیا میں پیدا کر دی ہیں۔ اسلام میں بہر حال حقوق اور فرائض کے ساتھ عدل کے ترازو کے دونوں پلڑے سلامت اور برابر نہ ہوں تو بگاڑ پھیل جاتا ہے۔ اسلام جو عدل کے نفاذ کو مسلمان کا بنیادی فریضہ قرار دیتا ہے خود بے عدل تہذیب کو کیسے جنم دے سکتا ہے۔

اسلامی نقشے پر قائم ہونے والی تہذیب مرد اور عورت کے درمیان ان کی فکر اور معاشرے کی ضرورت کے مطابق دونوں کے حقوق اور فرائض کے مابین ایسا توازن قائم کرتی ہے جہاں ہر دو کے لیے ترقی کے بہتر مواقع موجود ہوتے ہیں اور جن پر عمل کرتے ہوئے ایک دوسرے سے سکون بھی حاصل کرتے ہیں اور معاشرے کو بھی محبت اور مودت کی خوشبو سے بھر دیتے ہیں۔ اسلام زمین پر اپنی حکومت قائم کرنے سے پہلے مومن کے دل پر اپنی حکومت قائم کرتا ہے اور جب مومن اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کو خوش دلی سے قبول کرنے والا بن جاتا ہے تو زمین کی تمام تر خوب صورتی اس کی معاشرت کو سکون واطمینان سے بھر دیتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ مسلمان جب تک اسلام پر بہترین طریقے سے عمل کرتے رہے، اس کی روح کے مطابق اس پر عمل درآمد کرتے رہے۔ ان کی تہذیب بھی مضبوط بنیادوں پر قائم رہی اور دیگر معاشروں کو بھی متاثر کرتی رہی۔ لیکن جب عمل کی کمزوری کے باعث مسلمانوں کی قوت کمزور ہوئی تو جہاں حکومت ان کے ہاتھ سے چھینی گئی وہیں دیگر تہذیبوں نے ان کے نظریات میں بھی نقب لگالی۔ عروج وزوال کے فلسفے کے مطابق محکوم کو اپنے ہیرے کنکر اور حاکم کے کنکر بھی ہیرے نظر آنے لگے یا اسے وقت کا جبر اس طرح سے سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

آج مسلم معاشرہ اسی طرح کی صورت حال سے دوچار ہے اور اس نظریاتی چیلنج نے مسلم معاشرے میں تین طرح کے طبقات کو جنم دیا ہے۔ پہلا طبقہ وہ ہے جو بغیر کسی رکاوٹ اور حجت کے بغیر تہذیب اور افکار کے لباس کا حامی ہے اور اسے ریاست بلکہ ایک فرد کی زندگی میں بھی لازمی قرار دیتا ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو اسلامی تہذیب کے ساتھ جن معاشرتی اقدار اور روایات کا پابند ہے ان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی اسے گوارا نہیں ہے جیسے ابھی میری ایک

بہن نے اس طرف اشارہ کیا کہ بظاہر ہم مسلمان ہیں لیکن جو رسوم و رواج اور روایات ہمارے اپنے معاشرے کے اندر مختلف عنوانات سے موجود ہیں کہیں وہ ہندوؤں کے ساتھ ایک بڑا عرصہ رہنے کے نتیجے میں ان کی تہذیب سے آ گئی ہیں اور کہیں ہماری اپنی تہذیب کے اندر وہ سرایت کر چکی ہیں۔ دراصل ہمارا المیہ یہی ہے کہ ہم ان کو بھی نہیں چھوڑنا چاہتے۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جو معتدل احساسات اور جذبات کی نمایندگی کرتا ہے، جو حالات کی مناسبت سے دیگر اقوام کی مختلف تعلیمی اور تہذیبی خصوصیات کو بھی معاشرے کا حصہ بنانے کا حامی ہے۔

امت مسلمہ میں اتفاق و اتحاد اور ہم آہنگی کے اقدار پروان چڑھانے میں ان تینوں طبقات کے درمیان باہمی مقابلے کی بھی اشد ضرورت ہے اور شریعت کی دی ہوئی رہنمائی کے مطابق لائحہ عمل کا تعین از حد ضروری ہے اور اسی مقصد کے تحت جماعت اسلامی حلقہ خواتین نے اس قومی مشاورت کا انعقاد کیا ہے کہ ہم مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والی خواتین ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں اور اپنے معاشرے کے اندر مثبت تبدیلی کے لیے باہمی کردار ادا کر سکیں۔ کوئی لائحہ عمل طے کر سکیں اور اپنے معاشرے کو ایک روشن مستقبل دے سکیں۔ جس کی بنیاد تہذیب کے اوپر ہو، جس کی بنیاد محبت اور مودت کے اوپر ہو، جس کی بنیاد خوشحالی کے اوپر ہو جس کی بنیاد تحفظ کے اوپر ہو۔ اصل میں اس وقت جو ہماری ضرورت ہے کہ ہم جن متضاد تہذیبوں کا مرکب بنا کر چلنے کی سعی رائیگاں میں مصروف ہیں، ہم غیر اختیاری طور پر ایک ایسی تہذیب کے تند و تیز دھارے میں بہتے جا رہے ہیں جن کی بنیاد مادہ پرستی، جسم پرستی، حرص پرستی اور اقتدار پرستی پر قائم ہے، لیکن ہم محبت اپنی اس تہذیب سے رکھتے ہیں جس کے کچھ آداب، کچھ شعائر، کچھ اقدار مدتوں سے رائج ہیں، جن کا اصل اصول حیات، حیا اور عفت ہے۔ جن کی جڑیں ہمارے دلوں میں اب بھی قائم ہیں۔

اسلام نے خاص نقشے پر ہمارے معاشرے کی تعمیر چاہی ہے جن کا مکمل نمونہ نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے مدینے کے اس معاشرے کے اندر اور سیاست کے اندر رکھ دیا تھا۔ یہ معاشرہ صاف دل اور یکسو ذہن افراد کے ذریعے چل سکتا ہے جو اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے سامنے رضا کارانہ طور پر سر تسلیم خم کر دینے والے ہوں۔ اگر ہمارے معاشرے میں ہم کسی اصول پر عمل پیرا ہوتے تو عورت کو آج اپنے اختیار کی جنگ نہ لڑنا پڑتی، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں، پاکستانی معاشرے کی اکثریت ابھی تک اسلامی مساوات اور انصاف کے بنیادی اصولوں سے براہ راست متصادم ہے اور اس کے حقوق عزت و احترام کے ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہے اور اگر ریاست خواتین کی بہتری کے لیے کوئی قانون سازی کرتی بھی ہے تو وہ مسئلے کی جڑ کو سمجھے بغیر صرف بیرونی دباؤ پر ڈنڈے سے حالات کو تبدیل کرنا چاہتی ہے جو مزید بگاڑ کا سبب معاشرے میں بنا رہا ہے اور پورا معاشرہ افراط و تفریط کا شکار نظر آتا ہے۔

قرآن کا اعلان نہایت صاف اور واضح ہے کہ عورت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی حقوق رکھے ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں، البتہ مردوں کو ایک درجہ ان پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ نے گھر کے ادارے کی نگہبانی کے لیے مرد کو قوام بنایا ہے، اس کا نگہبان اور محافظ بنایا ہے جو سب کے حقوق کی

ادائیگی کا ذمہ دار ہے، لیکن جب دین سے دوری کے سبب ہمارے معاشرے کے مردوں نے عورتوں کو فیاضی کے ساتھ ان کے حقوق دینے کی بجائے انھیں سختی سے اپنے زیرِ اثر رکھنے کو اپنا حق جانا تو عورتوں میں گھٹن کے احساس نے جنم لیا جو آج بغاوت کی شکل میں معاشرے میں ہمیں نظر آتا ہے۔

مسئلہ یہ نہیں ہے کہ اسلام نے ہمیں حقوق دینے میں کمی کی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ مسلم معاشرہ بھی پسماندہ روایات کے سبب عورتوں کو پاؤں کی جوتی ہی گردانتا رہا، یعنی اسلامی معاشرہ نہیں ہے وہ مسلم معاشرہ ہے جس میں وہ مسلمان بس رہے ہیں جن کا عقیدہ اسلام سے وابستہ ہے، لیکن اُن کا عمل اسلام کی گواہی نہیں دیتا، اس لیے کہ اسلام تو مطلقہ عورت تک کے لیے بھی اسے کچھ دے دلا کر رخصت کرنے کی نصیحت کرتا ہے، اسلام نے عورت کے جان، مال، عزت، رائے اور عقیدے کی تحفظ کی ضمانت دی ہے، حق ملکیت اور حق وراثت دیا ہے۔ معاشی طور پر مضبوط کیا ہے۔ نان نفقے کی ذمہ داری مرد کے سپرد کی ہے اور اُسے ہر طرح کے تحفظ دے کر عزت اور تکریم عطا کی ہے۔ خالق نے دونوں کو ایک دوسرے سے سکون حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور یہ سکون باہم محبت اور عزت دینے سے مل سکتا ہے۔

عورت کو جسمانی، ذہنی اور روحانی لحاظ سے خود مختار بنا کر ایک بہادر، پُر عزم اور مہذب نسل کی توقع کی جا سکتی ہے۔ لازم ہے کہ مستقل تعلیم و تربیت کے ذریعے ذہنی سانچوں کو تبدیل کیا جائے اور خدا خوفی کے رجحان کو اس طرح پروان چڑھایا جائے کہ ہر فرد فرائض کی افضل ادائیگی کے لیے جدوجہد کرنے والا بن جائے۔ ہمارے رول ماڈل بی بی خدیجہ، بی بی عائشہ اور بی بی فاطمہ g جیسی خواتین اسلام ہیں۔

امیر جماعت محترم جناب سراج الحق صاحب ابھی ہمارے درمیان موجود تھے اور جس چیز کو وہ باور کرا رہے تھے کہ خواتین کی empowerment، خواتین کا اختیار چادر بتول مسلمان عورت کا سرمایہ ہے۔ مسلمان عورت کی empowerment ہے کہ اختیار کو اظہار نہیں حجاب تقویت دیتا ہے اور اُن کا اسوہ اختیار کرنے والی خواتین نے دنیا کو کیسے بطل جلیل دیے۔ ان کی empowerment نے وہ حسینؓ دنیا کو دیے کہ جن کی شہادت نے اس بات کو امر کر دیا کہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد اور اس سیدۃ النساء کے اسوہ پر عمل کرنے والی خواتین نے جو بطل جلیل دنیا کو دیے وہ امام بخاریؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام ابو تیمیہؒ، امام شافعیؒ، امام غزالیؒ اقبالؒ اور سید مودودیؒ جیسے افراد پر مشتمل ہیں۔ عورت نسلوں کی معمار ہے، یہ اس کی empowerment ہے۔ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ قلم اور تلوار کے بعد عورت سب سے بڑی طاقت ہے۔ ہم اپنی اس طاقت کو پہچانیں اور اپنے معاشرے میں مثبت تبدیلی کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جہاں تک خواتین کی empowerment اور خواتین کے اختیار و حقوق کی بات ہے، میں جماعت اسلامی کی ایک ذمہ دار کے طور پر یہ بات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گی کہ خواتین کے حوالے سے جماعت اسلامی ایک ماڈل ہے۔ یعنی کسی بھی سیاسی یا دینی جماعت کا آپ کو اتنا بڑا women indipendentwing کہیں نظر نہیں آئے گا۔ جماعت اسلامی اس کا عملی ثبوت آپ کے سامنے رکھتی ہے کہ یہ ہماری خواتین کا پورا ایک ونگ ہے، پورا ایک نظام ہے کہ شعبہ خواتین آزادانہ طور پر پورے ملک میں درس و تدریس، خدمت خلق، مظلوموں کی دادرسی، خواتین کے مسائل کے حل اور

دیگر قومی مقاصد کی تکمیل کے لیے سرگرم ہے۔ ہماری خواتین بین الاقوامی کانفرنسز اور سیمینارز میں بھی شرکت کرتی ہیں۔ ملک میں منعقدہ بڑے بڑے اجتماعات اور دیگر سرگرمیوں میں ہزاروں خواتین موجود ہوتی ہیں۔ حلقہ خواتین میں ایسی خواتین بھی شامل ہیں جو پاکستانی عورت کے مسائل، مزاج اور ضروریات کو سمجھتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انقلاب کا واضح پروگرام رکھتی ہیں اور شب و روز اسی جدوجہد میں مصروف ہیں، تاکہ اسلامی فلاحی معاشرے کے قیام کو شرمندہ تعبیر کیا جا سکے۔

آخری بات جو آپ سے کہنا چاہوں گی وہ یہ کہ امیر جماعت محترم ہم سب بہنوں کو یہ پیغام دے کر گئے ہیں، وہ سارا کچھ جو آپ نے اس فورم پر رکھا، ان سارے مسائل، ان ساری مشکلات اور ساری ضروریات کے حوالے سے محترم سراج الحق نے ہمیں یہ پیغام دیا کہ ہم ایسا پاکستان چاہتے ہیں کہ جس سے ہر شخص کو ہر فرد کو اس کا جائز حق ملے۔

تو میری بہنو! ہم یہ عزم رکھتے ہیں کہ پاکستان کو ہر عورت کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائے سکون بنائیں گے۔ اس چارٹر کے ذریعے پاکستانی معاشرہ پوری دنیا کے لیے روشن مثال بن سکتا ہے۔ جو کچھ انھوں نے کہا وراثت کے حوالے سے، تعلیم کے حوالے سے اور عورت کے دیگر حقوق ہیں اس حوالے سے وہ پورا ایک مکمل چارٹر ہے جو دین اسلام ہمیں دیتا ہے اور اس پر عمل کر کے ہم پاکستان کو دنیا میں ایک نمونہ بنا سکتے ہیں۔ لیکن اس خواب کی تکمیل کے لیے آپ سب کا تعاون ہمیں درکار ہے۔ آپ اپنے دائرہ اثر کی طاقت سے، اپنے اختیار کی طاقت سے جو آپ کو ایک ماں کی حیثیت سے بھی حاصل ہے، جو آپ کو معاشرے میں ایک خاتون کی حیثیت سے بھی حاصل ہے۔ جو آپ کو ایک پاکستانی شہری، ایک ووٹر کی حیثیت سے بھی حاصل ہے اس ووٹ کی طاقت سے صالح اور باکردار لوگوں کو قانون ساز ایوانوں میں بھیجیں تاکہ وہ امامت اور دیانت کے ساتھ ماں جیسی شفقت سے قوم کے زخموں پر مرہم رکھ سکیں، پاکستانی عورت کو اس کا اصل مقام دلا سکیں اور ملک کو کرپشن سے پاک کر کے امن اور سکون کا گہوارہ بنا سکیں تاکہ ہم اس پاکستان کو قائداعظم اور علامہ اقبال کا پاکستان بنا سکیں۔ اس پاکستان کو کرپشن فری پاکستان بنا سکیں۔ اسلامی پاکستان اور خوشحال پاکستان بنا سکیں۔

آخر میں میں اپنے تمام مہمانانِ گرامی کے شکریے کے ساتھ ہی جناب صدرالدین ہاشوانی صاحب کا شکریہ ادا کروں گی کہ انھوں نے ہمیں یہ موقع فراہم کیا۔ اس طرح اس پروگرام کے انعقاد کے لیے اپنی بہت عزیز بہن ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی ڈائریکٹر امور خارجہ، میری بہت ہی پیاری بہن ڈاکٹر حمیرہ طارق اور ہماری بہن زرفشاں فرحین کے ساتھ ساتھ ان سب بہنوں کی بھی شکر گزار ہوں، اس پروگرام کے انعقاد میں جن کی کوششیں اور محبتیں شامل رہیں اور جن کے تعاون سے یہ مشاورتی فورم عمل میں آیا۔ جزاک اللہ خیر!

اعلامیہ قومی مشاورت

''عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ'' کے عنوان سے ہونے والی قومی مشاورت میں پاکستان کی بااختیار خواتین کا یہ اجتماع اس بات کا بین ثبوت ہے

کہ آج پاکستان میں عورت شعور اور آگہی کی نئی منزلیں طے کر رہی ہے۔ مگر وہ اس بات کو بھی محسوس کر رہی ہے کہ اسی معاشرے میں حقوقِ نسواں کی پامالی بھی ایک رستا ہوا ناسور بنتا جا رہا ہے۔

خواتین کو درپیش مسائل کی بڑی وجہ جہالت و کم علمی ہے جس کی بنا پر مرد خود کو قوام اور محافظ سمجھنے کی بجائے جابر اور ظالم بن جاتا ہے تو کہیں عورت مردوں سے آگے نکلنے کی کوشش میں خود کو دوہری مشقت کا شکار کر رہی ہے۔ اس چیلنج کو سمجھنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ آج ہمیں اپنے ان حقوق کی آگہی نہیں ہے جو اسلام نے ہمیں دیے۔ اسلام کو جدید تعبیر اور تشریح کی ضرورت نہیں بلکہ اسلام نے عورت کو جو محفوظ ترین معاشی، معاشرتی اور سیاسی حقوق دیے ہیں اگر عورت کو ان کا علم ہو جائے تو وہ کسی اور نظام کی طرف متوجہ نہ ہو گی۔

سیاسی جماعتوں اور سیاسی رہنماؤں کی طرف سے خواتین کی توہین، الزام تراشی اور ان کی تضحیک جمہوری سیاست اور اخلاقیات کے منافی ہے۔ ہمیں سیاسی جماعتوں کی طرف سے ایسے ضابطہ اخلاق کی ضرورت ہے جو خواتین کو تحفظ اور عزت دے سکے۔ اس ضمن میں پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ سے باہر حالیہ واقعات پر کانفرنس شدید غم و غصہ کا اظہار کرتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم معاشرے میں موجود خواتین کو اسلامی رول ماڈلز کی جانب متوجہ کریں جہاں کامیاب تاجر خواتین، بہترین دانش ور، بہترین استاد، بہترین مسیحا، بہترین مشیر، گھر کو جنت بنانے والی بے مثال مائیں غرض ہر کردار موجود ہے۔

''عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ'' کے عنوان سے آج صاحب دل اور حساس اذہان رکھنے والی خواتین کا ایوان یہ سفارشات پیش کرتا ہے کہ:

۱۔ عورت کو عزت، محبت اور حفاظت کے بنیادی حقوق فراہم کیے جائیں۔

۲۔ عورت سے متعلق ان تمام قوانین پر عمل درآمد کو ترجیح اوّل رکھا جائے جو تحفظ نسواں، رسوم و رواج، وراثت میں حصہ، شادی بیاہ، کھیل، صحت مندانہ تفریح، طب اور تعلیم کے بنیادی حقوق سے متعلق ہیں۔

۳۔ معاشرے میں رائج غیر اسلامی اور فرسودہ رسوم و رواج کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے بیخ کنی کی جائے۔

۴۔ آئندہ نسلوں کی بقا عورت کے صحت مند وجود پر منحصر ہے۔ اس لیے عورت کی صحت کی حفاظت کے لیے تمام ضروری اقدامات پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

۵۔ نسوانیت زَن کا اصل محافظ مرد ہے، قوامیت کا اصل مفہوم واضح کرتے ہوئے مرد کو عورت پر جسمانی و ذہنی تشدد سے روکا جائے۔

۶۔ معاشی و معاشرتی محاذ پر خواتین کے لیے صحت مندانہ تفریح کے مواقع بہم پہنچائے جائیں، جہاں وہ اپنی صلاحیت کا مثبت استعمال کرتے ہوئے ملک و قوم کی ترقی میں فعال کردار ادا کر سکیں۔

۷۔ سیاست اور معیشت کے میدان میں خواتین کو مصنوعی نہیں، حقیقی نمایندگی دی جائے جہاں ان کی قوانین سازی اور پیش کردہ بلز پر عمل درآمد ممکن بنایا جا سکے۔

۸۔ میڈیا میں عورت کے استحصال کو ختم کرنے کے لیے اُس کے مثبت اور تعمیری کردار کو اُجاگر کیا جائے۔

۹۔ پانی حیات ہے اور اسی کے اوپر صحت مند زندگی کا انحصار ہے اور ہماری دیہاتی عورت کی تمام تر توانائیاں اور قیمتی وقت اسی صاف پانی کے حصول میں صرف ہوجاتا ہے۔ اس لیے عورت کو غربت، بیماریوں اور پریشانیوں سے بچانے کے لیے صاف پانی کی بنیادی ضرورت فراہم کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور اس کے لیے حکومت وقت کو ٹھوس اور فوری اقدامات کرنے چاہییں۔

۱۰۔ ورکنگ ویمن کے مسائل کے حل کے لیے مؤثر قانون سازی کی جائے۔ جس میں کام کے اوقات میں سہولت، ڈے کیئر سینٹر، محفوظ ماحول اور بچوں کے لیے تعلیمی سہولیات شامل ہیں۔

۱۱۔ اسلامی نظام کفالت متعارف کروایا جائے۔

۱۲۔ دیہی خواتین کے لیے چھوٹے پیمانے پر صنعت کاری کی سہولت دی جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور ان کی ناموس کی حفاظت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ آج کل سوشل میڈیا پر توہین رسالتؐ پر مبنی جو Pages چل رہے ہیں، کانفرنس اس کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتی ہے اور ناموس رسالتؐ کی حفاظت کے لیے عزم کا اظہار کرتی ہے۔

Wednesday March 08, 2017
THE NEWS
Women
POWER
50
Jang Media Group
/thenewswomen
@thenewswomen
women.thenews.com.pk

جنگ REPORT رپورٹ

سوئٹزر لینڈ....جہاں کوئی کم تر، برتر نہیں

حسین وادیاں دیکھ کر اپنا ملک یاد آگیا، جو کسی سے کم نہیں، بس اِک توجّہ چاہیے

جنیوا میں کشمیریوں پر بھارتی مظالم کے خلاف مظاہرہ بھرپور رہا

5 روزہ دَورے کی روداد

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

اگر حجاب میں نہ ہوتی، تو شاید اُن بل بورڈز کو توڑ ڈالتی، جن پر میرے پاکستان کے خلاف اعلانِ بغاوت کرتے ہوئے، "فری بلوچستان" کے نعرے لکھے گئے تھے۔ خون کھول رہا تھا کہ کوئی کیسے اس طرح اعلانیہ غدّاری کرسکتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے دفاتر کے سامنے، جہاں دنیا بھر کے محکوم، محروم، مجبور اور جنگ سے متاثرہ لوگوں کی مدد کی علامت کے طور پر ایک ٹوٹی کرسی نصب ہے، اور جہاں دنیا بھر کے لوگ مظاہرے کرتے رہتے ہیں، وہیں لگائے گئے بورڈز پر یہ نعرے لکھے تھے، اور مقامِ حیرت تو یہ ہے کہ سوئٹزرلینڈ کی بسز اور رکشوں پر بھی پاکستان مخالف نعرے درج تھے۔ دل چاہا کہ اُن سے پوچھوں کہ اگر کوئی سوئٹزرلینڈ کے بھی حصّے بخرے کرکے اسے فرانس، اٹلی اور جرمنی میں تقسیم کردے، تو پھر ان کے احساسات کیا ہوں گے؟ ہماری وزارتِ خارجہ اور ریاستی اداروں کو اس معاملے پر بہت سنجیدہ اقدامات کرنے ہوں گے۔ اپنے سوئٹزرلینڈ کے پانچ روزہ قیام کے دَوران، مَیں نے سب پاکستانیوں کو اس مہم پر بہت دُکھی پایا۔ بھارت سے آئے ایک مندوب نے کہا کہ "آپ جب بھی کشمیر کی بات کریں گی، ہم بلوچستان کا مسئلہ ضرور اٹھائیں گے۔" "ہم نے کہا" آپ کشمیر اور بلوچستان کو ایک سا معاملہ بنانے کے لاکھ جتن کرلیں، مگر ایسا ہے نہیں، اور نہ ہی کوئی انصاف پسند شخص آپ کی بات سے اتفاق کرے گا۔"

اقوامِ متحدہ کی عمارت کے سامنے، یورپ کے طول و عرض سے بڑی تعداد میں آنے والے مرد، خواتین اور بچّے مظاہرے میں شریک تھے۔ جب مقبوضہ کشمیر کی بہن، شمیم شال کی دعوت پر ہم مظاہرے میں پہنچے، تو لارڈ نذیر سے ملاقات ہوئی، جو کشمیریوں کی مدد کے لیے تقریباً ہر فورم پر موجود ہوتے ہیں۔ تیز بارش کے باوجود، اٹلی، فرانس، جرمنی کے مختلف شہروں، پاکستان اور آزاد کشمیر سے آئے ہوئے لوگوں کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ ہماری دعوت پر برطانیہ سے عائشہ غازی، فرانس سے نوشابہ اور رضوانہ، جب کہ اٹلی سے ریحانہ کی قیادت میں بچّوں اور عورتوں کا ایک قافلہ بھی مظاہرے میں شریک تھا۔ وہ اقوامِ عالم کو اپنی قراردادیں پاس کرنے کی یاددہانی کروا رہے تھے، مگر استعماری طاقتوں کے دہرے معیار کے سبب اقوامِ متحدہ اور اس کے مختلف فورمز اپنی وقعت کھو رہے ہیں، کیوں کہ جب اُن کا دل چاہتا ہے، تو کشمیری تنظیموں کو دہشت گرد قرار دے دیتے ہیں، لیکن دوسری طرف، یہی قوتیں بلوچستان میں اعلانیہ دہشت گردی میں ملوّث تنظیموں کی پشت پر ہیں۔ بڑی حیرت ہوئی، جب پہلی دفعہ ایک چھوٹے سے مُلک کے بارے میں سُنا، جو سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کے درمیان واقع ہے۔ liechtenstein نامی اس مُلک کی آبادی صرف 37468 افراد پر مشتمل ہے۔ قومی زبان جرمن اور دارالحکومت Vaduz ہے، اس کا الگ جھنڈا اور پاسپورٹ ہے۔ قریب ہی ایک دوسرا چھوٹا مُلک، لکسمبرگ ہے، جسے ہم آج تک جرمنی کا شہر سمجھتے رہے۔ ان لوگوں کو تو آزادی حاصل ہے، لیکن ان سے بھی بڑے رقبے پر پھیلے کشمیر میں پانچویں نسل بھی ہزاروں شہداء کی قربانیوں کے باوجود، اپنی ہی زمین پر غلاموں سے بدتر اور قیدیوں سے سخت تر زندگی گزار رہی ہے۔ ہم نے اقوامِ متحدہ کی راہ داریوں میں کشمیریوں سے اظہارِ یک جہتی کے طور پر انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کی صدر کی حیثیت سے بھرپور آواز بلند کی اور اس کے دو فورمز پر خطاب بھی کیا۔ مظاہرے میں بھی جماعتِ اسلامی اور پاکستان کی نمایندگی کی۔ بین الاقوامی میڈیا کے نمایندوں سے بات چیت کی اور "فری بلوچستان" کے مذموم مقاصد پر مبنی مہم کی سخت مذمت کی۔

انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین، دراصل دنیا بھر کی مسلم خواتین نے 21 سال قبل خرطوم میں جمع ہوکر بنائی تھی۔ جب بیجنگ کانفرنس میں ہماری کوئی اجتماعی آواز نہ تھی، تو سوڈان کی عظیم خاتون، استادہ سعاد الفاتح نے، جنہیں افریقین پارلیمنٹ نے "اُمّ افریقا" کا خطاب دیا ہے، پوری دنیا سے مسلمان خواتین کو دعوت دی کہ ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنایا جائے، چناں چہ 89 ممالک سے 300 خواتین جمع ہوئیں اور اس فورم کی بنیاد رکھی۔ پھر اپنی کارکردگی کے سبب اسے جلد ہی اقوامِ متحدہ کی اکنامک اور سوشل کاؤنسل میں رجسٹر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوگیا۔ ہمیں اس کی بانی ممبر اور اب صدر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ پاکستان سے سینیٹر ریٹائرڈ کیپٹن ڈاکٹر، کوثر فردوس صاحبہ اس کی روحِ رواں رہی ہیں۔ ہر تین سال بعد اس کے الیکشن ہوتے ہیں۔ جینوا میں انسانی حقوق کی کاؤنسل کے 36 ویں اجلاس میں شرکت کے لیے پہنچے، تو وفد میں یونین کی سیکریٹری جنرل، سوڈان سے ڈاکٹر عفاف، ڈاکٹر نعمات اور سعاد، فلسطین سے عظیم مجاہدہ، عفت الجعبری، کشمیر سے شمیم شال، لبنان سے روا مراد، فرانس سے نوشابہ اور رضوانہ پہنچ چکی تھیں۔ اگلے ہی دن میانمار، کشمیر، فلسطین اور شام میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایک فورم منعقد کیا گیا، جس سے Women and Youth in Conflict کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس سے اگلے دن، برن میں ممتاز بھائی، جبران، فاطمہ اور صوفیہ نے بہترین میزبانی کی اور سوئٹزرلینڈ کی تاریخ اور معاشرت سے متعلق قیمتی معلومات فراہم کیں۔ برن کے راستے میں لوزان شہر سے گزرے، تو معلوم ہوا کہ ہماری بربادیوں کے مشورے اور خلافت کے خاتمے کے لیے منصوبہ بندی یہیں پہ ہوئی اور یہیں سے فرمان جاری ہوا تھا۔ وہ تلخ تاریخ ابھی تک خود کو مختلف صورتوں میں دہرا رہی ہے کہ ہر طرف مسلمان خانہ جنگی اور اختلافات کا شکار ہیں اور اغیار، اس کے بل بُوتے پر اپنا اسلحہ بیچ رہے ہیں اور کنسلٹینسی کے نام پر ہماری دولت ہڑپ کرنے کے لیے بھی ہمہ وقت تیار ہیں۔

سوئٹزرلینڈ قدرت کا خُوب صورت تحفہ ہے، جسے انسانی ہاتھوں نے مزید خُوب صورتی عطا کردی ہے۔ ہر طرف دل فریب وادیاں، برف سے ڈھکی چوٹیاں، پھلوں سے لدے باغات، اعلیٰ نسل کی گائیں چرتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ انگور، سیب کے باغات، پھلوں سے لدے ہیں اور پھر ان کی شاخ تراشی اتنی خوب صورت ترتیب سے کی گئی ہے کہ سہارے کے لیے لوہے کے جنگلے لگا کر ایک جال سا پھیلا دیا گیا ہے تاکہ کسی صورت پھل ضایع نہ ہو، پیداوار بھی زیادہ ہو اور ماحول بھی خُوب صورت لگے۔ تقریباً ہر شہر میں جھیلیں ہیں، جہاں سیاحوں کے لیے بہترین انتظامات کیے گئے ہیں۔ یوں تو یورپ میں ہر طرف صفائی ستھرائی ہے، مگر وہاں کچھ زیادہ ہی نظر آئی۔ تارکول سے بنی سڑکیں، دل کش روشوں اور پھولوں سے مزیّن فٹ پاتھ اور مہذّب آبادی، جینوا کو ایک ممتاز مقام دلاتے ہیں۔ یہاں کی خُوب صورتی دیکھ کر اور بھی شدّت سے یہ خواہش ابھرنے لگی کہ اے کاش! ہمارے مُلک کو بھی کوئی صحیح قیادت مل جاتی، تو حُسن تو کچھ کم وہاں بھی نہیں بکھرا۔ ہمارے سوات، کاغان اور شمالی علاقے دنیا کے حسین ترین علاقے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کے جس کونے کو بھی دیکھیں، دریا کے کنارے خُوب صُورت پختہ راستے، جا بجا سیڑھیاں اور سیمنٹ کے بینچز نظر آئیں گے کہ گوشۂ تنہائی میں فطرت کے قریب تر رہیں اور اپنی خودی کو آشکار کریں۔ ہر طرف سڑکوں کا جال، گرم، ٹھنڈا صاف ستھرا پانی، بجلی اور گیس سے آراستہ کیمپنز سیاحوں کو اپنی طرف متوجّہ کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں بھی اگر سیاحت کو ایسے فروغ دیا جائے اور بنیادی سہولتیں مہیا کردی جائیں، تو لوگ بھلا یورپ یا دیگر ممالک کا رُخ کیوں کریں؟

برن میں ممتاز بھائی کے بچّوں، علقمہ اور ذوالکفل نے اچھے گائیڈ کا کردار ادا کیا اور بڑی خوشی ہوئی کہ وہاں سب لوگ اپنے بچّوں کے مستقبل کے بارے میں خاصے فکر مند ہیں۔ اُن کی اچھی دینی تعلیم کے لیے بہت کوششیں کررہے ہیں۔ زیورخ سے اعجاز احمد طاہر بھائی اپنی بیٹی، نظیفہ کے ساتھ لینے آئے اور دو بڑے پروگرامز میں شرکت کروائی۔ وہاں ہم نے پاکستانیوں کی ایک گیٹ ٹو گیدر پارٹی سے بھی خطاب کیا۔ ناروے سے ایک وفد تبلیغ کے لیے آیا ہوا تھا، اُس سے بھی تفصیلی ملاقات ہوئی۔ بہت اچھا لگا کہ اب خواتین میں بھی دعوتِ دین پھیلانے کا شعور بڑھ رہا ہے۔ اُن کے بچّوں کی دینی تربیت دیکھ کر بہت رشک آیا کہ دیارِ غیر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنا کرم کیا ہے۔ زیورخ میں بہنوں نے مسجدِ بلال میں لیکچر کی دعوت دی اور ان سے "مسلمان خواتین اور خاندان کو درپیش چیلنجز" پر بات کی۔ یہاں بہنوں اور بیٹیوں کا ایک بڑا سرگرم گروپ کام کررہا ہے اور نئی نسل کی تربیت سے متعلق فکر مند ہے۔ ان سے اسٹارز آف اسلام سے رابطہ کروانے کا ذمّہ لیا۔ نوشہرہ کے قریب جلوزئی کے رہنے والے بھائیوں، وسیم اور عظیم نے اپنے گھر آنے کی دعوت دی، جو جرمنی کے بارڈر کے قریب ایک قصبے، شافیوشن میں رہتے ہیں۔ قریب ہی ایک شہر باصل تھا۔ جرمنی سے امجد بھائی کو پتا چلا، تو وہ بھی ان کے گھر پہنچ گئے۔ اُن کی بہن اور اہلیہ بھی اپنے بچّوں کی اسلامی خطوط پر تربیت کے لیے فکر مند تھیں کہ یہاں حجاب اور ثقافت الگ ہونے کا بڑا مسئلہ ہے۔ لڑکوں کی تو پھر بھی اتنی فکر نہیں ہوتی، مگر لڑکیوں کی تعلیم اور تربیت دونوں ہی بڑی مشکل ہیں اور اکثر مسلمان گھرانے اس پر تفکّر کا شکار ہیں۔

یہاں کی معاشرت میں جہاں خرابیاں ہیں، وہاں سب سے اچھا پہلو یہ ہے کہ مساوات اور قانون کی حکم رانی ہے اور کوئی کم تر، برتر نہیں اور کسی کا کوئی پروٹوکول نہیں۔ زیورخ میں وہاں کی گورنر کا گھر دیکھا، جو بالکل عام گھروں کے درمیان ایک فلیٹ پر مشتمل تھا۔ ہمارے ہاں کی طرح گھروں کے باہر ہی سے امارت اور غربت کا فرق نظر نہیں آتا، بلکہ سب کے گھر باہر سے ایک ہی طرح کے ہیں، جو پھولوں سے لدے ہوتے ہیں۔ ہر شخص کی عزّتِ نفس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے کی طرح پولیس خوف کی علامت نہیں، بلکہ خوشی کی پیامبر ہے کہ پولیس آگئی ہے، تو اب معاملہ سدھر جائے گا۔ لوگ مدد کے لیے پولیس پر پورا بھروسا کرتے ہیں اور پولیس بھی ان کے اعتماد پر پوری اترتی ہے۔ قرآن کا اصول تو اُنہوں نے اپنا یا رکھا ہے کہ آپس میں نرم دل اور دوسروں کے لیے سخت ہیں۔ بہت شائستہ طریقے سے اختلاف کرتے ہیں کہ آپ کی رائے درست ہے، مگر میری رائے یہ ہے۔ یہاں یقیناً کچھ معاشرتی خرابیاں بھی ہیں مثلاً 1970ء میں خواتین کو ووٹ کا حق ملا، لیکن انھیں اب بھی مَردوں کی نسبت کم تن خواہیں ملتی ہیں۔ مادّی طور پر سکون ضرور ہے، مگر روحانی سکون نام کو بھی نہیں۔ اور شاید اسی لیے پورے یورپ میں یہاں خودکشیوں کی شرح سب سے بلند ہے۔ خاندان کا ادارہ بُری طرح تباہ ہوچکا ہے۔ مسجد میں بہنیں بتا رہی تھیں کہ "یہاں بچّوں کی شرحِ پیدائش بہت کم ہے۔ اپنے بچّے نہیں ہیں، لہٰذا دوسروں کے بچّے بالکل برداشت نہیں کرپاتے اور ان کو ہر وقت بہت زیادہ پابندیوں میں جکڑے رکھتے ہیں۔ 18 سال سے زیادہ عُمر ہوجائے، تو بچّوں کو اپنا بندوبست خود کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ شادی کے بغیر رہنے کو پسند کرتے ہیں کہ میاں بیوی کی ذمّے داری نہ ہو۔ نتیجتاً تنہائی کا شکار معاشرہ، افراد کو خاندان کا تحفظ دینے میں ناکام ہے اور انھیں اس کا کوئی افسوس بھی نہیں۔" فاطمہ اور صوفیہ بتا رہی تھیں کہ "ہم سائے میں ایک بوڑھی عورت رہتی ہے، دونوں بچّے بھی چلے گئے اور شوہر کو اولڈ ہاؤس بھجوا دیا، پھر بھی کہتی ہیں کہ "اکیلی رہنے ہی میں خوش ہوں۔" والدین، اولاد کی ذمّے داری قبول نہیں کررہے، نتیجتاً وہی اولاد، پھر اپنے بوڑھے والدین کی ذمّے داری لینے سے انکاری ہے۔ عالی جاہ عزّت بیگووچ کا قول یاد آگیا کہ "جن معاشروں میں ڈے کیئر سینٹرز بننے شروع ہوجائیں، انہیں اولڈ ہاؤسز کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے کہ یہ ایک سکّے کے دو رُخ ہیں۔"

سوئٹزرلینڈ میں کرپٹ لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں اور یہ اپنے کرپٹ لوگوں کو انجام تک پہنچا کر ہی چھوڑتے ہیں۔ کوئی کرپٹ آدمی لیڈر نہیں بن سکتا۔ پارلیمنٹ 26 صوبوں کے نمایندوں پر، جنہیں کنٹون کہا جاتا ہے، مشتمل ہوتی ہے۔ ضلع کاؤنسل، جسے کمانندہ کہا جاتا ہے، اپنے لیے خود قانون سازی کرتی ہے اور نصابِ تعلیم، اپنی زبان اور ضروریات کے مطابق ترتیب دیتی ہے۔ ان سب نمایندہ افراد نے سات ممبرز کو چُننا ہوتا ہے، جو اصل حکومت چلا رہے ہوتے ہیں اور اختیارات انہی کے پاس ہوتے ہیں۔ وہاں صدر کا عُہدہ نمائشی ہے، کیوں کہ اس کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہوتے۔ پارلیمنٹ ہاؤس کو "Bundus House" کہتے ہیں۔ ممبرانِ پارلیمنٹ کے لیے کوئی پروٹوکول نہیں، حتیٰ کہ وزراء اور صدر کے لیے بھی نہیں۔ اعجاز طاہر بھائی بتا رہے تھے کہ "صدر صاحب آرام سے ٹیکسی منگوا لیتے ہیں اور اپنی اہلیہ کے ہم راہ سفر کرتے ہیں۔ چیف آف آرمی اسٹاف کو اپنی ایک دوست کو بلیک میل کرنے پر معطّل کردیا گیا کہ یہاں ہر حال میں قانون کی حکم رانی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔" سوئس حکومت زراعت کے شعبے میں بھی بہت کام کررہی ہے۔ جہاں نگاہ دوڑائیں، سڑک، فصل یا باغ نظر آئے گا۔ تمام قابلِ کاشت رقبے میں باغات لگائے گئے ہیں۔ سرسوں، مکئی، جَو اور سورج مکھی بہت اگائی جاتی ہے۔ سوئس پنیر تو دنیا جہاں میں معروف ہے، اس کے علاوہ، سوئس گھڑیاں بھی مارکیٹ میں اپنا نام بنا چکی ہیں، جب کہ سوئس چاکلیٹس بھی شوق سے کھائی جاتی ہیں۔ یہاں انڈسٹری ختم ہورہی ہے اور سروسز پر بہت زیادہ زور دیا جارہا ہے۔ حکومت بینکنگ، سیاحت، انشورنس اور ہوٹل انڈسٹری پر زیادہ توجّہ دے رہی ہے۔ نیز، ماحولیاتی آلودگی ختم کرنے کے لیے مختلف منصوبوں پر کام ہورہا ہے۔ موٹروے کے کناروں پر آبادی کی طرف لوہے کی بڑی بڑی چادریں لگی دیکھیں، جو بہت کوفت کا باعث بن رہی تھیں۔ ہم نے کہا "ان چادروں سے تو سارا منظر بلاک ہوگیا۔" جواب ملا کہ "یہ آہنی چادریں آبادی کو شور سے بچانے کے لیے لگائی گئی ہیں۔" یہاں 30 فی صد جنگلات ہیں، جن میں ہرن اور بارہ سنگھے چھلانگیں مارتے پھرتے ہیں، کیوں کہ یہ جانور یہاں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ فرانس، آسٹریا، اٹلی اور جرمنی کے درمیان یہ چھوٹا سا مُلک، عملاً ایک فلاحی ریاست ہے، جو جی بھر کے ٹیکس تو کاٹتی ہے، مگر اس کے شہری پر کوئی بُرا وقت آجائے، تو اُسے بے یار و مددگار بھی نہیں چھوڑتی۔ اُسے ملازمت دلواتی ہے اور اس دوران، اس کی دیکھ بھال بھی کرتی ہے۔ زیورخ، لوزان، برن اور شافیوشن سے واپس آئے، تو سوڈان اور میانمار کے معاملے پر منعقدہ ایک کانفرنس سے خطاب کیا اور آخری دن، کشمیر کے لیے ایک کاؤنسل میں بھی شرکت کی۔ میانمار کے مظلوموں کے لیے کچھ لٹریچر بھی تیار کیا تھا، جو وہاں تقسیم کیا۔

جنیوا میں کشمیر کی صورتِ حال پر منعقدہ فورم کے شرکاء

مضمون نگار کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

مضمون نگار، مسلمان بچیوں کی تنظیم "سفیر عالم" کی ارکان کے ساتھ

مرمرہ کے ساحل سے....

دنیا بھر کے مسلمان مسیحاؤں کا اجتماع اور انٹرنیشنل خواتین کانفرنس

پانچ روزہ یادگار دورے کی مختصر روداد

ترکی کے سابق وزیر اعظم کی اہلیہ ڈاکٹر سیوگی ترکش

قومی مشاورت
عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ

قومی مشاورت
عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ
Women Empowerment and Pakistan
Jamaat-e-Islami
www.jamaatwomen.org

قومی مشاورت
Women Empowerment and Pakistan
www.jamaatwomen.org

8
MARCH
WOMEN'S DAY
قومی مشاورت
عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ
Women Empowerment and Pakistan

عورت، اختیار اور پاکستانی معاشرہ
Women Empowerment and Pakistan
Dr. Samia Raheel Qazi
Siraj-ul-Haq

رپورٹ
2018ء

☆ عالمی یومِ خواتین:2018ء

۱۔ لاہور یونیورسٹی میں یومِ فاطمۃ الزہرہؓ منایا گیا۔

۲۔ ڈائریکٹر امورِ خارجہ جناب عبدالغفار عزیز صاحب کے ساتھ عالمی یومِ خواتین کے حوالے سے میٹنگ کی گئی۔

۳۔ عالمی یومِ خواتین کی مناسبت سے انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کے زیرِ اہتمام **''عورت تہذیبوں کا ستون''** کے عنوان سے پروگرام منعقد کیا گیا۔

☆ پروگرام:

بتاریخ:	۱۰ تا ۱۴ مارچ ۲۰۱۸ء
بروز:	اتوار تا بدھ
بمقام:	PC لاہور
پروگرام کا نام:	عورت تہذیبوں کا ستون
شرکاء کی تعداد:	۲۰۰۰

جس میں ۱۷ ملکوں سے ۸۲ وفود نے شرکت کی۔

Women! Pillars of Civilizations

Dr. Samia Raheel Qazi

A woman is the epitome of beauty and a symbol of love in all the facets of her existence; as a wife, a mother, a daughter, a sister and in all her societal roles, she is a reflection of benevolence of the Creator.

Without her, this world would be lifeless and dull! As our national poet Allama Dr. Muhammad Iqbal magnificently articulates in his poetry: 'The canvas of this universe is colorful with the existence of women'

A woman is the pivot and binding force in the family, thus the most important civilizing-agent in the family, society, culture and civilization. She has the potential to become the saviour of humanity or vice versa.

Civilization implies connectivity; and the first connection of humanity in this world, after Adam and Hawwa is the bond between a mother and her child. If civilization means 'love', what better expression of love could be there than the love of a mother. 'Humanity' is created in the womb of a mother and is groomed in her lap, so humankind learns from this first 'institution', that of a mother. Thus, it is rightly stated that, 'The hands those swing the cradle, rule the world.

Undoubtedly, women are the pillars of any civilization. Islam lends credence and utmost dignity to womenfolk as well as complete sovereignty in their circle of influence and a high pedestal in society. It assigns them obligatory roles whilst keeping their modesty and feminity intact. In order to destroy any society, it would be enough to destroy the respectable role and positioning of women, as the upbringing of the future generations is in the hands of women.

In one facet of existence, a woman is most fragile and subtle, and a source of tranquility for all. In other facets, the same woman bears the strength to shape the hearts of whole nation and generations; inculcating in them the values of love, loyalty, nerve, valor, perseverance and forbearance.

This conference certainly paved the way towards realization of true character of women in societies of today. There is an emerging need to put the concepts and practicalities of the empowerment of women in the real contexts of family, personality of the woman and the relation of empowering themselves to the growing challenges of today and tomorrow. These challenges demand their actual realization and fruitful outcomes to transform social forces to help woman to be a key transforming force of the society in meaningful manners. May Allah (SWT) make this occasion an asset for all of us in this life and the Hereafter. (Ameen)

عورت! تہذیبوں کا ستون

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

عورت تہذیبوں کی عمارت کا ستون ہے۔ وہ مایوسیوں میں امید کے چراغ کو روشن کرتی ہے۔ اپنے خون جگر سے بے جان لوتھڑے کو انسان بناتی ہے۔ اس کے کردار سے قومیں سربلند ہوتی ہیں۔ وہ ایک روشن مشعل کی مانند اندھیروں سے لڑ بھڑ جانے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ کبھی نہ بجھنے والے چراغ کی مانند ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ اس کی صدا زندگی کا پیام بن کر صدیوں تک ہماری راہیں منور کرتی ہے ۔

عورت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی ہر کردار میں قدرت کا تحفہ ہے جس کے بغیر کائنات کی ہر شے پھیکی اور ماند ہے۔ ہمارے قومی شاعر اقبال نے اس بات کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

"وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ"

عورت ہی خاندان کی بنیاد اور آغاز ہے۔ وہی خاندان، معاشرے اور سب تہذیبی اقدار کی محافظ بھی ہے۔

تہذیب اگر رابطہ کا نام ہے تو پہلا رابطہ ماں اور بچے کا ہے۔ تہذیب اگر محبت کا نام ہے تو محبت کا پہلا احساس ماں سے ہے، عورت نئی نسل کو جو سکھانا چاہتی ہے، وہی دُنیا سیکھتی ہے اور یہ کہنا درست ہے کہ جو ہاتھ جھولا جھلاتے ہیں۔ وہی دنیا میں حکمرانی کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جھولا جھلانے والے ہاتھوں میں دنیا پر حکمرانی کرنے والے سپوت تیار ہوتے ہیں۔ اسلام عورت کو ان کے دائرہ کار کے اندر مکمل اختیار اور معاشرے کے اندر اعلیٰ مقام دیتا ہے۔۔ عورت کی حیا و نسوانیت کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے فطری دائرے کے اندر ذمہ داریوں کا تعین کرتا ہے۔ کسی بھی معاشرے کو تباہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ خواتین کے مقام و کردار کو تباہ کر دیا جائے۔ کیونکہ خواتین کے ہاتھوں میں نئی نسل کی تعلیم و تربیت کا کام ہوتا ہے۔

ایک طرف عورت ۔۔ نرم و نازک، وفا کی پیکر اور وجہ سکوں ٹھہرائی گئی ہے، وہی نسل عورت نسلوں اور قوموں کے دلوں کو جوڑنے اور وفا کا درس دینے کا کام کرتی ہے۔ احترام و محبت کے جذبات سکھاتی ہے، ہمت و شجاعت اور برداشت کے ستون بھی عورت ہی تیار کرتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَغُلَامٌ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ۔ (مسلم بخاری)

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ایک سفر کے دوران میں ایک ساربان انجشہ کو آواز دی کہ تم پر قواریر یعنی شیشے اور آبگینے سوار ہیں، اس لئے آرام سے چلو۔ قواریر حضور ﷺ کا، خوبصورت لقب ہے، جس پر عورت کو بجا طور پر فخر کرنا چاہئے۔ وہ بیک وقت کانچ سے بنا آبگینہ بھی ہے جو ایک سخت بات سے بھی ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جاتی ہے اور صدیوں کی سختی برداشت کرنے والے ہیرا بھی ہے جسے دائمی جوہر کا عنوان دیا گیا ہے۔

عورت کے مقام و مرتبہ اور تہذیب کے اس اہم ستون کو مضبوط بنانے کے لئے اس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ خصوصی طور پر آج کے پرفتن اور چیلنجز سے بھرپور دور میں یہ کانفرنس یقیناً معاشرے میں عورت کے کردار کو مؤثر اور مضبوط بنانے میں یقینی کردار ادا کرے گی۔

Organizational Structure

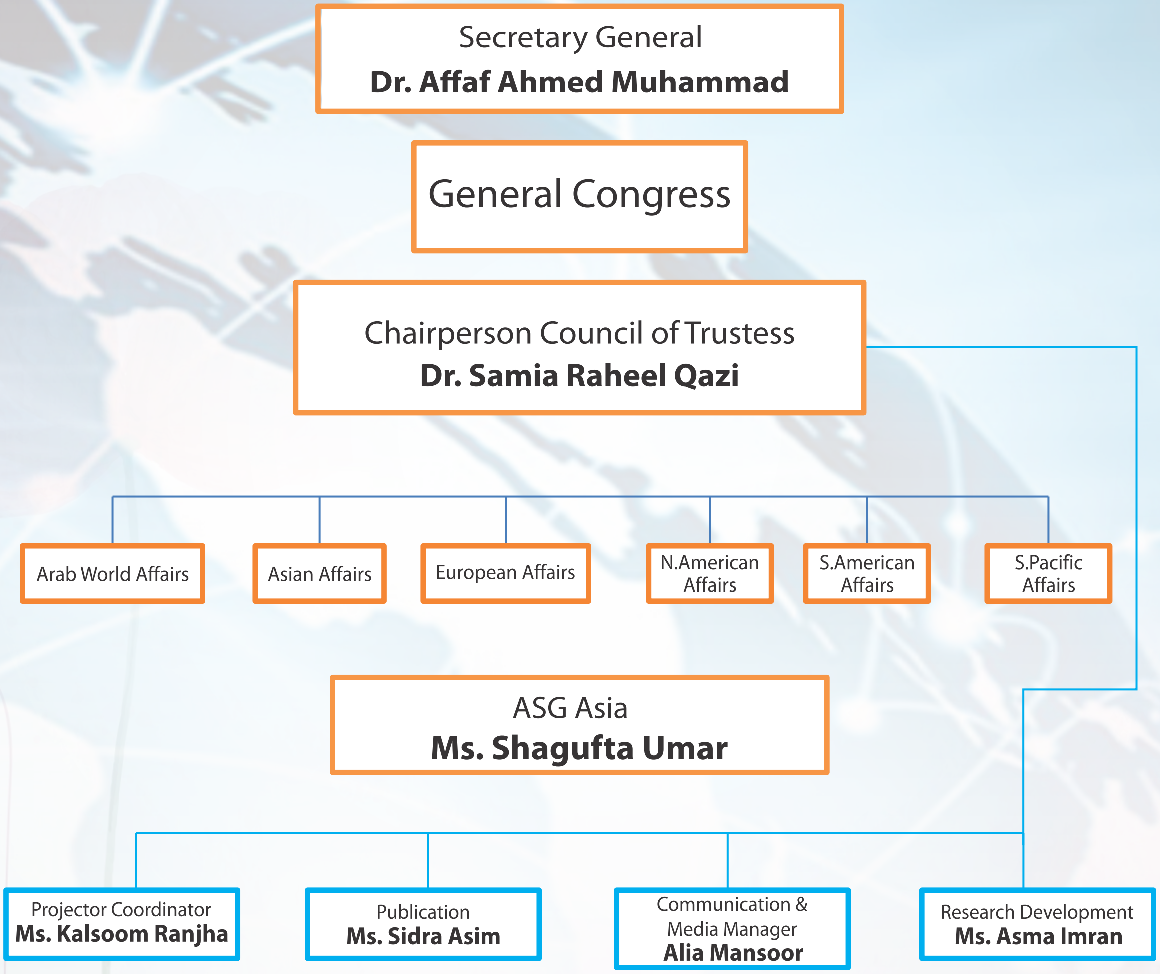

Organizing Committee

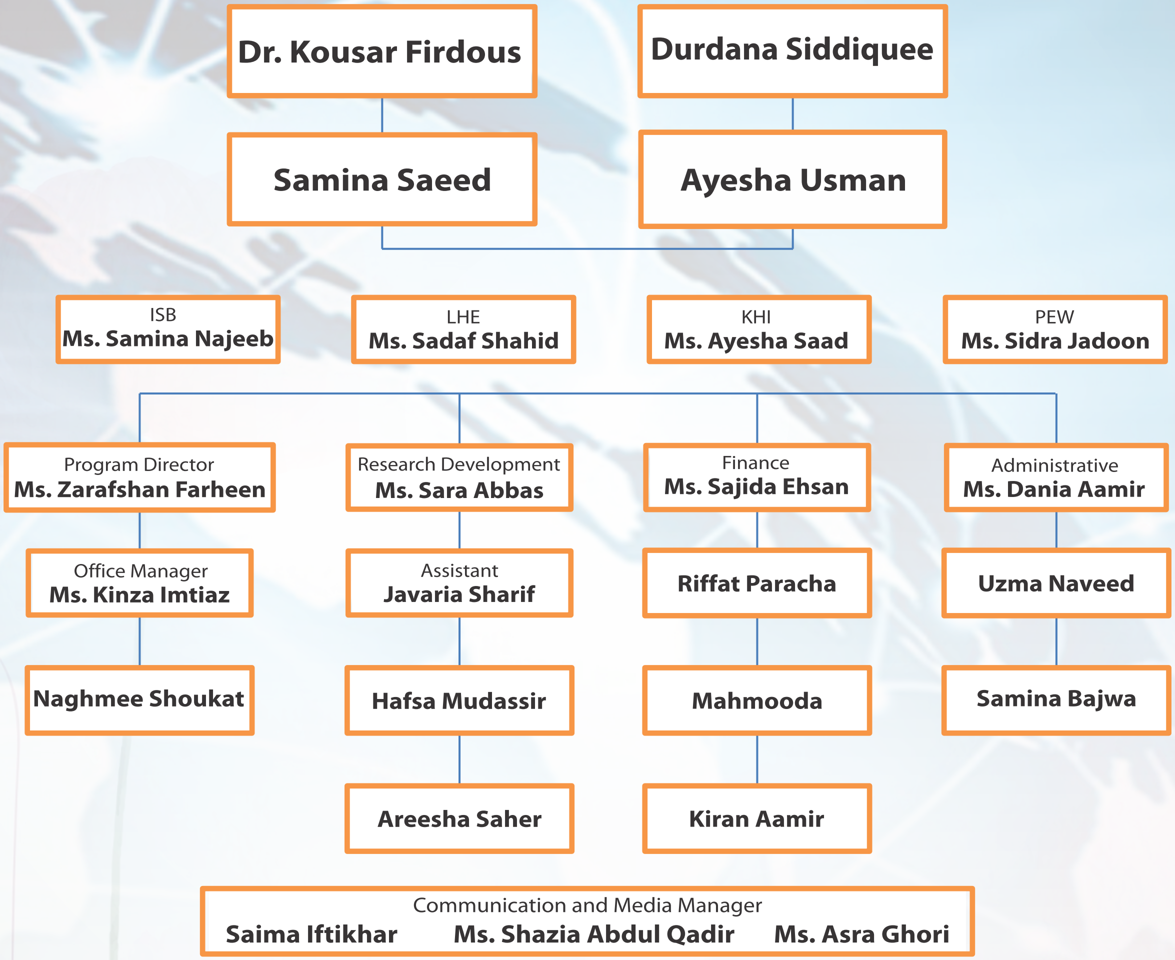

International Muslim Women Union (IMWU)

NGO in Special Consultative Status with Economic and Social Council of United Nations

Preamble

The International Muslim Women Union is an international non- governmental organization established in 1996 when women delegates from 89 countries met in the International Muslim Women Forum in Khartoum from 31st July to 3rd August 1996. Prof. Dr. Saad Al-Fateh Al-Badawi was elected as the first Secretary General of the Union. In 1999 the Union was awarded a consultative status with Economic and Social Council of United Nations.

Vision

Towards a sounder world order where the poverty is eradicated, conflicts are resolved and values of peace, justice and equality prevail.

Objectives

- Connecting Women all over the World
- Promoting awareness of Islamic values amongst Muslim Women
- Educating Women about their rights both in the realm of Islam and as dignified human beings
- Strengthening the family institution as nucleus of the society
- Making women independent while preserving the family unit
- Striving for justice and rights of women of every religion, cast or creed
- Providing an effective platform for cross cultural and interfaith dialogue all over the world
- Strengthening the bond of cooperation, benevolence and compassion amongst women worldwide

Organizational Structure

The organizational structure of the Union comprises the following:

General Congress (GC)

It's the supreme authority of the union and it convenes once every three years.

Council of Trustees

It consists of thirty members selected by the General Congress. Its main function is to make sure that the policies and plans of the Union are carried out as approved by the General Congress. It approves the general budget and provides the financial resources necessary for its implementation

General Secretariat

It is chaired and supervised by the Secretary General. It consists of Deputy Secretary General and specialized offices who are Assistant Secretary Generals (ASGs) in the Head Quarter based in Khartoum, the capital city of the Republic of the Sudan and in the regional branches.

Secretary General

The Secretary General is the chief executive of the Union and Chairperson of the General Congress

Specialized Offices under the Head -Quarter

There are six Assistants for the Secretary General (ASGs), working in close co-ordination with the Secretary General as follows:

- ASG for Resources and Development
- ASG for Coordination and External Affairs
- ASG for Research and Publication
- ASG for Information and Public Relations
- ASG for Projects and planning
- ASG for Administrative and Financial Affairs

Regional Branches

There are seven branches headed by ASGs as follows:

- ASG for the Arab World Affairs
- ASG for the Asian Affairs
- ASG for the European Affairs
- ASG for the North American Affairs
- ASG for the South American Affairs
- ASG for the South Pacific Affairs
- ASG for the African Affairs

Membership of the Union

Membership of the union is open to every woman or organization convinced and bound by the objectives of the union. Presently there are 32 organizations from all over the world affiliated to the Union.

International Council for Muslim Women Scholars

With HQ in Sudan its branches are established in France, Indonesia, Malaysia, Morocco, Yemen and Pakistan. The Council of Scholars deals with research and services in the fields of religion, education, economics, socio cultural, communication, and science and technology

Head Office Pakistan
Capt. (R) Dr. Kouser Firdous
Patron IMWU
Cell: 0092-321-8585779
Email: kfirdouspk@yahoo.com

Dr. Samia Raheel Qazi
Chairperson Council of Trustees
Ph: 0092-42-35419520-24 (5 lines)
Cell: 0092- 300-8460438
Fax: 0092-42-35432194
Email: samia.qazi@gmail.com

Shagufta Omar
Assistant Secretary General IMWU Asia
Cell: 0092-300-5194755, 0092-334-5730724
Email: Shagufta.omar@iiu.edu.pk

Ayesha Usman
Incharge Pakistan Chapter IMWU
Cell: 03334638858

International Delegates

1.	Dr. Affaf Ahmad Mohammad Ahmad Hussain	Sudan
2.	Ms. Effat Al-jabari	Palestine
3.	Ms. Hiyam Abu-Al-Adas	Jordan
4.	Ms. Rabia Yalmaz	Turkey
5.	Ms. Aicha Yakan	Lebanon
6.	Dr. Naseeha Ameen	Sri Lanka
7.	Dr. Nursanita Nasution	Indonesia
8.	Ms. Asmat Jamilah Nabdamba	Uganda
9.	Ms. Hallima Wakabi	Uganda
10.	Ms. Erva Molla-ibrahim-oglo	Turkey
11.	Ms. Seema Malik	Saudi Arabia
12.	Siti Hanna Harun Ubdaidullah	Indonesia
13.	Dr. Noora Mohammad Zouai	Algeria
14.	Ms. Tahira	Sweden
15.	Ms. Syede Samina Rizwan	Norway
16.	Ms. Almas Ali	Norway
17.	Ms. Arooj Hussain	U.A.E.
18.	Ms. Marryam Suleman	China
19.	Ms. Amira Abdul Hamid	Algeria
20.	Ms. Riffat Aziz	Kashmir
21.	Ms. Raheela Shuja-ud-din	America
22.	Dr. Shuja-ud-din Saleem	America
23.	Ms. Hala Mahboub	Sudan
24.	Mr. Haddad Bilal	Lebanon
25.	Mr. Zain-ul-Abidin	Sri Lanka
26.	Dr. Nadhia Abdel-Azeem	Sudan
27.	Dr. Yasmeen	Canada

National Delegates

1.	Durdana Siddiqui	Member Council of Trustees
2.	Dr. Kousar Firdous	Patron IMWU
3.	Mrs. Umme Kulsoom Qazi	Jammat-i-Islami
4.	Mrs. Mehtab Siraj ul Haq	Jammat-i-Islami
5.	Dr. Samia Raheel Qazi	Ex-MNA
6.	Dr. Rubina Zakria	Punjab University
7.	Dr. Uzma Qureshi	VC Lahore College for Women University
8.	Dr. Rukhsana Jabeen	PIMA
9.	Dr. Atiya Anayat Ullah	Ex-Fedral Minister
10.	Dr. Perveen Qadir Agha	Ex-Secretary Women Development
11.	Musarrat Misbah	Depilex
12.	Dr. Perveen Khan	Nazria i Pakistan Trust
13.	Fatima Qamar	Pakistan Qaumi Zuban Tehreek
14.	Ayesha Sayyed	Ex-MNA
15.	Shahida Akhtar Ali	MNA
16.	Shagufta Umar	ASG Asia
17.	Alia Mansoor	Media Incharge
18.	Dr. Zaitoon	Islamic International University
19.	Sameena Saeed	Ex-MPA Balochistan
20.	Dr. Tahira Basharat	Punjab University
21.	Rashada Zafar	Ex-MPA KPK
22.	Ayesha Usman	IMWU Pakistan
23.	Abida Farheen	WWO Pakistan
24.	Tallat Zaheer	Al-Khidmat
25.	Kulsoom Ranjha	Al-Khidmat
26.	Amtul-Raqib	Philanthropist
27.	Mrs. Liaqat Baloch	Jamaat-i-Islam
28.	Dr. Humaira Tariq	Educationist
29.	Khalda Tariq	Philanthropist
30.	Mubeen Tahir	Educationist
21.	Parveen Salman	Educationist
32.	Uzma Naveed	Religious scholars
33.	Saira ibrar	Religious scholars
34.	Amna khuram	Al-Khidmat Foundation
35.	Saba Saqib	Al-Khidmat Foundation
36.	Saima basher	Al-Khidmat Foundation
37.	Rafia Naheed	Daily Nawa-i-Waqt
38.	Fakhrah Tahreem	Daily Jang
39.	Fatima	Daily Jurrat
40.	Sobia Qurban	Arabic Translator
41.	Zarfshan Farheen	Quran Institute
42.	Dr. Noshaba Hassan	Educationist
43.	Mrs. Salman Butt	Social Worker

Paigham e Pakistan

Paigham e Pakistan
ab University
Paigham
e
Pakistan